مثنوی
نان وحلوا



از شیخ بہائی

مترجم
طارق حیات لاشاری

مثنوی

نان و حلوا

از

شیخ بہائی

مترجم

طارق حیات لاشاری

2026

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

کتاب کا نام:	مثنوی نان و حلوا
مترجم :	طارق حیات لاشاری
کلام:	شیخ بہائی
سال:	2026ع
کمپوزنگ:	طارق حیات لاشاری
اشاعت:	اول
ملنے کا پتہ:	طارق حیات لاشاری

ہاؤس نمبر : 66/165،مہر محلہ، بھوسہ لائین، نیو پنڈ، سکھر (سندھ)

واٹس ایپ نمبر : 03337116642

ای میل:tariq.lashari@gmail.com

فهرست

پیش لفظ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

شعر و شاعری انسان کے جذبات کے اظہار کا ایک بہت خوبصورت ذریعہ ہے۔ لیکن جب یہی شاعری کسی اللہ والے، صوفی اور عارف کے دل سے نکلتی ہے، تو یہ محض تفریح نہیں رہتی بلکہ روح کی غذا اور دل کی دوا بن جاتی ہے۔ فارسی زبان میں ایسی صوفیانہ شاعری کا ایک بہت بڑا اور انمول خزانہ موجود ہے، جس نے صدیوں سے انسانوں کے دلوں کو گرمایا ہے۔ اسی پاکیزہ اور نورانی سلسلے کا ایک بہت بڑا، چمکتا ہوا نام شیخ بہاء الدین محمد عاملیؒ ہے، جنہیں تاریخ شیخ بہائی کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور ان کا سب سے خوبصورت اور مشہور صوفیانہ شاہکاران کی مثنوی "نان و حلوا" (روٹی اور حلوہ) ہے۔

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسی لازوال اور سبق آموز مثنوی کا اردو روپ ہے۔ یہ پیش لفظ اس کتاب کے پسِ منظر، اس کے صوفیانہ پیغام اور اس ترجمے کی ضرورت کو آسان زبان میں آپ کے سامنے رکھنے کی ایک عاجزانہ کوشش ہے۔

شیخ بہائی کون تھے؟ ایک نظر

کتاب کے اندر جھانکنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس کے لکھنے والے کون تھے۔ شیخ بہائیؒ (وفات: 1621ء) اپنے زمانے کی ایک ایسی حیرت انگیز اور لاجواب شخصیت تھے جن کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ وہ بیک وقت دین کے بھی بہت بڑے عالم تھے اور دنیاوی علوم کے بھی ماہر تھے۔ ایک طرف وہ قرآن کی تفسیر لکھنے والے اور شریعت کے بڑے فقیہ تھے، تو دوسری طرف وہ اپنے دور کے مانے ہوئے سائنسدان، ریاضی دان، اور بہت بڑے انجینئر تھے۔ اگر آپ آج بھی ایران کے شہر اصفہان جائیں، تو وہاں کی تاریخی مسجدیں اور عمارتیں ان کی عقل اور انجینئرنگ کا لوہا مانتی ہیں۔

لیکن ان سب کمالات، عزت اور سرکاری درباروں میں اونچے مرتبے کے باوجود، شیخ بہائیؒ کا دل دنیا کی محبت سے بالکل پاک تھا۔ وہ ایک سچے صوفی اور درویش تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر انسان کے پاس دنیا کا سارا علم اور دولت آجائے، لیکن اس کا دل خدا کی محبت اور یاد سے خالی ہو، تو وہ انسان اندر سے بالکل فقیر اور کنگال ہے۔

"نان و حلوا" کا صوفیانہ راز

پہلی نظر میں اس کتاب کا نام "نان و حلوا" (روٹی اور حلوہ) بڑا عجیب اور سادہ سا لگتا ہے۔ لیکن ایک صوفی کی نظر عام انسان سے مختلف ہوتی ہے۔ شیخ بہائیؒ نے ان دو لفظوں کے پیچھے ایک بہت گہرا روحانی راز چھپایا ہے۔

تصوف کی زبان میں "نان و حلوا" سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو انسان کو دنیا کا پجاری بنا دیتی ہیں۔ اس سے مراد دنیا کا مال و دولت، عیش و آرام، عہدے اور نوکریاں، اور وہ ظاہری پڑھائی ہے جسے انسان صرف لوگوں پر رعب جمانے، ڈگریاں اکٹھی کرنے یا پیسہ کمانے کے لیے حاصل کرتا ہے۔

یہ مثنوی دراصل انسان کے نفس اور روح کے درمیان جاری کشمکش کی ایک علامتی تصویر ہے۔ "نان" اور "حلوہ" یہاں صرف کھانے پینے کی اشیاء نہیں بلکہ دنیا کی لذتوں، خواہشات اور فریبِ نفس کی علامت ہیں۔ شیخ بہائیؒ نے نہایت لطیف انداز میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ انسان جب تک ظاہری لذتوں کے حصار میں گرفتار رہتا ہے، اس وقت تک وہ روحانی آزادی اور قربِ خداوندی کی حقیقی مٹھاس سے محروم رہتا ہے۔

اس مثنوی کا کمال یہ ہے کہ اس میں تصوف کی دقیق باتیں بھی ایسی سادہ اور دلنشیں زبان میں بیان ہوئی ہیں کہ ایک عام قاری بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہیں نصیحت ہے، کہیں حکایت؛ کہیں عشق کی آگ ہے اور کہیں معرفت کی روشنی۔ شاعر کبھی دنیا کی بے ثباتی کا نقش کھینچتا ہے اور کبھی انسان کو اس کے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ہر شعر اپنے اندر ایک چراغ رکھتا ہے جو قاری کے دل میں فکر و آگہی کی روشنی پیدا کرتا ہے۔

فارسی ادب کی عظیم صوفیانہ روایت میں نان وحلوہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ محض شاعری نہیں بلکہ ایک روحانی مکالمہ ہے؛ ایسا مکالمہ جو انسان کو اپنے نفس سے سوال کرنا سکھاتا ہے۔ اس مثنوی میں شیخ بہائی نے وعظ کی سختی کے بجائے محبت اور حکمت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام دل پر بوجھ نہیں بنتا بلکہ ایک نرم نسیم کی طرح روح کو چھو کر گزر جاتا ہے۔

اس اردو ترجمے کی کہانی

کسی صوفی کی کتاب کا ترجمہ کرنا صرف زبان بدلنا نہیں ہوتا، بلکہ اس صوفی کے دل کے سوز اور تڑپ کو اپنی زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری تھی جو اللہ کے فضل سے پوری ہوئی۔ فارسی زبان کے ان گہرے اور متصوفانہ اشعار کو اردو کا لباس پہناتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ زبان اتنی سادہ، عام فہم اور دلنشین ہو کہ ہر عام و خاص قاری اس کو آسانی سے سمجھ سکے۔ ترجمے میں روانی اور سادگی کو پہلی ترجیح دی گئی ہے تاکہ شیخ بہائیؒ کا جو اصل پیغام ہے، وہ سیدھا قاری کے دل پر اثر کرے۔ جہاں جہاں صوفیانہ اصطلاحات مشکل تھیں، وہاں آسان لفظوں میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

قاری کے نام ایک مخلصانہ گذارش

آج کا انسان مادی چیزوں کی دوڑ میں بہت آگے نکل گیا ہے، لیکن اندر سے وہ شدید پریشان اور بے سکون ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ روح کی پیاس دنیا کے "نان و حلوے" سے کبھی نہیں بجھ سکتی۔ روح کی پیاس تو صرف خدا کی یاد اور محبت سے ہی بجھتی ہے۔ جب آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں، تو اسے صرف ایک شاعری کی کتاب سمجھ کر نہ پڑھیں، بلکہ یہ سمجھ کر پڑھیں کہ ایک سچا بزرگ اور اللہ کا ولی ہمارے دل پر دستک دے رہا ہے اور ہمیں بیدار کر رہا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب آپ کے دل کو ایک نیا سرور، روح کو تازگی اور زندگی کو ایک نیا رخ دے گی۔ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اسے ہم سب کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور مترجم کے لیے توشۂ آخرت قرار دے۔

بندۂ عاجز، مترجم

طارق حیات لاشاری

2026، سکھر

مقدمہ

حمدِ بے حد و ثنائے لاتعدّ داس ذاتِ واجب الوجود کے لیے جس نے انسان کے خمیر کو محبت کے پانی سے گوندھا اور اس کے سینے کو اسرارِ الٰہی کا گنجینہ بنایا۔ درودِ بے پایاں اور سلامِ وجہ خلقِ کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ مقدس میں، اور ان کی آلِ پاک و اصحابِ کبار پر، جو کائناتِ عرفان کے درخشندہ ستارے ہیں۔

تصوف اور ادبیاتِ عالیہ کا رشتہ ازل سے ہی چولی دامن کا رہا ہے۔ جب دل کی واردات اور روح کی تڑپ عام زبان کے سانچوں میں سمانے سے قاصر ہو جاتی ہے، تو شعر کا قالب وجود میں آتا ہے۔ فارسی شاعری کی تاریخ میں جہاں بلند پایہ شعرا نے حسن و عشق کے فسانے رقم کیے، وہاں صاحبانِ کشف و شہود نے معرفتِ الٰہیہ کے موتیوں کو مثنوی کے لڑیوں میں پرویا۔ اسی سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) کی ایک نہایت مایہ ناز، دلفریب اور فکر انگیز کڑی شیخ بہاء الدین محمد عاملی، المعروف بہ شیخ بہائیؒ (متوفی ۱۰۳۰ھ) کی شہرہ آفاق مثنوی "نان و حلوا" (روٹی اور حلوہ) ہے۔

زیرِ نظر کتاب اسی لازوال صوفیانہ شاہکار کا اردو قالب ہے، جسے مترجم نے کمالِ عرق ریزی، فکری ہم آہنگی اور لسانی مہارت کے ساتھ اردو داں طبقے کے لیے پیش کیا ہے۔

شیخ بہائی: علم و فقر کا سنگم

شیخ بہائی اپنے زمانے کے ان چند گنے چنے اور انوکھے لوگوں میں سے تھے، جن کی ذات میں ہر طرح کی خوبیاں اور صلاحیتیں جمع تھیں۔ آپ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، ریاضی دان، ماہرِ فلکیات، معمار اور بلند پایہ صوفی شاعر تھے۔ ایک طرف جہاں انہوں نے

اصفہان کی عظیم الشان مساجد اور عمارات کے نقشے بنائے اور 'جامع عباسی' جیسی فقہی کتابیں لکھیں، وہیں دوسری طرف انہوں نے اپنے دلِ گداختہ کو تصوف اور فقرِ محمدی ﷺ کے رنگ میں رنگا۔

ان کی صوفیانہ فکر کی سب سے بڑی خصوصیت "علمِ حجابِ اکبر" پر ضرب لگانا ہے۔ ان کے نزدیک وہ علم جو انسان کو خدا سے دور کر دے، جو انا پسندی اور ریاکاری سکھائے، وہ علم نہیں بلکہ روح کا وبال ہے۔ مثنوی "نان و حلوا" اسی فکری نہج کا نقطۂ عروج ہے۔

مثنوی "نان و حلوا" کا متصوفانہ اور فکری جائزہ

مثنوی "نان و حلوا" بظاہر ایک سادہ اور تمثیلی عنوان معلوم ہوتی ہے، لیکن اس کے بطن میں معرفت اور سلوک کے گہرے سمندر موجزن ہیں۔ یہاں "نان و حلوا" سے مراد دنیاوی جاہ و جلال، مادی لذات، شاہی درباروں کا تقرب، اور علمِ ظاہری کا وہ فخر ہے جو انسان کو دنیا دار بنا دیتا ہے۔

شیخ بہائی اس مثنوی میں مولانا رومؒ کے رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔ وہ جلال الدین رومیؒ کی بحرِ رمل میں کہتے ہیں :

"اے دل! تو کب تک اس مدرسے کے شور و غوغہ میں اسیر رہے گا؟
اور کب تک نان و حلوہ (دنیاوی آسائشوں) کی طلب میں سرگرداں رہے گا؟"

اس مثنوی کا بنیادی فلسفہ درج ذیل نکات پر استوار ہے :

علمِ حقیقی بنام علمِ ظاہری : شیخ بہائیؒ ان علماِ سوء اور قاضیوں پر کڑی تنقید کرتے ہیں جو علم کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ بنانے کے بجائے دنیا کمانے، منصب پانے اور عوام پر رعب جمانے کا وسیلہ بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک حقیقی علم وہ ہے جو دل میں خشیتِ الٰہی اور عاجزی پیدا کرے۔

عشق اور عقل کا معرکہ: روایتی صوفیانہ انداز میں شیخ فرماتے ہیں کہ عقلِ مصلحت اندیش انسان کو دنیا کے نان و حلوا کے چکر میں الجھائے رکھتی ہے، جبکہ عشقِ الٰہی تمام مصلحتوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور بندے کو براہِ راست منزلِ مقصود پر پہنچاتا ہے۔

زہدِ حقیقی اور فقر: کتاب کا مرکزی پیغام قناعت، زہد، اور فقرِ اختیاری ہے۔ یعنی دنیا میں رہ کر دنیا کا نہ ہونا۔ دل کو مادی خواہشات کے اسیر ہونے سے بچانا۔

اس اردو ترجمے کی ادبی و لسانی اہمیت

کسی بھی صوفیانہ مثنوی کا ترجمہ محض لفظ سے لفظ کا تبادلہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک روح سے دوسری روح کا مکالمہ ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو میں اگرچہ گہرا لسانی رشتہ ہے، لیکن فارسی کی صوفیانہ اصطلاحات، استعارات اور بحر و وزن کی روانی کو اردو کے قالب میں اس طرح ڈھالنا کہ اصل کی چاشنی، تڑپ اور تاثیر برقرار رہے، ایک جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

مترجمِ محترم نے اس ترجمے میں جس مہارت، ادبی رچاؤ اور صوفیانہ بصیرت کا ثبوت دیا ہے، وہ لائقِ تحسین ہے۔ انہوں نے شیخ بہائیؒ کے سوز و گداز کو اردو کے دامن میں بڑی خوبصورتی سے سمیٹا ہے۔ ترجمے میں ابہام اور ثقالت کے بجائے سلاست اور روانی کو اولویت دی ہے تاکہ عام قاری بھی تصوف کے ان اسرار سے فیضیاب ہو سکے۔

حرفِ آخر

آج کا انسان مادی ترقی کی چکاچوند میں گم ہو کر اندرونی طور پر شدید اضطراب اور تنہائی کا شکار ہے۔ نان و حلوہ (مادی دوڑ) کی یہ ہوس دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے، جس نے روح کو پیاسا کر دیا ہے۔ ایسے پر آشوب دور میں مثنوی "نان و حلوا" کا یہ اردو ترجمہ قاری کے لیے ایک تازیانہ بھی ہے اور مرہم بھی۔ یہ کتاب ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہم اپنے اندر جھانکیں، ظاہری نمود و نمائش سے ناطہ توڑ کر حقیقی سچائی کی طرف لوٹیں۔

امید ہے کہ اربابِ ذوق، سالکینِ راہِ حق اور ادبیاتِ عالیہ کے شیدائی اس کتاب کی پزیرائی کریں گے اور مترجم کی اس مخلصانہ کاوش کو توشۂ آخرت اور علم و ادب کا ایک قیمتی سرمایہ تسلیم کریں گے۔

خداوندِ قدوس اس ترجمے کو قبولِ عام عطا فرمائے اور ہمیں شیخ بہائی کے افکار کی روشنی میں اپنے باطن کو اجالنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک ادنیٰ خدمت گزارِ علم و ادب

فقیر غلام حسین

بخش ۱ - نان و حلوا

حصہ ۱ - نان و حلوا (روٹی اور حلوہ)

نان و حلوا چیست؟ جاه و مالِ تو
باغ و راغ و حشمت و اقبالِ تو

یہ نان و حلوا کیا ہے؟ یہ تیرا جاہ و منصب اور تیرا مال و دولت ہے؛

تیرے باغات، تیری چراگاہیں، تیری شان و شوکت اور تیری خوش بختی ہے۔

نان و حلوا چیست؟ این طولِ امل
وین غرورِ نفس و علمِ بے عمل

یہ نان و حلوا کیا ہے؟ یہ تیری لمبی لمبی امیدیں ہیں؛

اور تیرے نفس کا غرور اور وہ علم ہے جس پر عمل نہ کیا جائے۔

نان و حلوا چیست؟ گوید با تو فاش
این ہمہ سعیِ تو از بہرِ معاش

یہ نان و حلوا کیا ہے ؟ میں تجھے صاف صاف بتاتا ہوں؛

یہ تیری وہ تمام دوڑ دھوپ ہے جو تو نے محض رزقِ معاش کی خاطر لگا رکھی ہے ۔

نان و حلوا چیست؟ فرزند و زنت

اوفتادہ ہمچو غل در گردنت

یہ نان و حلوا کیا ہے ؟ یہ تیرے بال بچے اور تیری بیوی ہے؛

جو (محبتِ دنیا کی صورت میں) تیرے گلے میں طوق بن کر پڑے ہوئے ہیں ۔

بخش ۲ - بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ ۲ - اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

ایھا اللاھی عن العھدِ القدیم

ایھا الساھی عن النھج القویم

اے وہ شخص جو "عہدِ قدیم" (عہدِ الست) کو بھلا بیٹھا ہے!

اے وہ جو سیدھے راستے سے غافل ہو گیا ہے!

استمع ماذا یقولُ العندلیب

حیثُ یروی من احادیثِ الحبیب

ذرا سن تو سہی کہ یہ عندلیب (روح کا پرندہ) کیا کہہ رہا ہے،

یہ اپنے محبوب کی کیسی حکایتیں سنا رہا ہے۔

مرحباۂ ای بلبلِ دستانِ حیّ!

کآمدیۂ از جانبِ بستانِ حیّ

خوش آمدید! اے قبیلۂ "حیّ" (زندہ جاوید رب) کے بلبل!

کہ تو محبوب کے گلستان کی طرف سے آیا ہے۔

یا بریدَ الحیّ! اخبرنی بما

قالہ فی حقناۂ اهلُ الحِمیٰ

اے محبوب کے قاصد! مجھے بتا کہ

اس مقدس مقام (حمیٰ) کے رہنے والوں نے ہمارے بارے میں کیا کہا؟

هل رضوا عنا و مالوا للوفا

ام علی الهجرِ استمروا والجفا

کیا وہ (محبوب) ہم سے راضی ہو گئے اور وفا کی طرف مائل ہوئے؟

یا اب بھی ہجر اور جفا پر ہی اصرار ہے؟

مرحباء ای پیکِ فرخ فالِ ما!

مرحباء ای مایۂ اقبالِ ما!

خوش آمدید اے ہمارے مبارک قاصد!

خوش آمدید اے ہماری خوش بختی کے سبب!

مرحبا، ای عندلیبِ خوش نوا!

فارغم کردی، ز قیدِ ماسوا

اے خوش آواز بلبل! تیری صدا نے

مجھے "ماسوا" (اللہ کے سوا سب کچھ) کی قید سے آزاد کر دیا ہے۔

ای نواہای تو نارِ مؤصده

زد به ہر بندم ہزار آتشکده

تیری یہ صدائیں وہ آگ ہیں جو بند برتن میں بھڑکتی ہے (نارِ مؤصدہ)؛

اس نے میرے بدن کے ہر جوڑ میں ہزاروں آتش کدے روشن کر دیے ہیں۔

مرحبا، ای طوطیِ شکر شکن!

قُل فقد اذہبتَ عن قلبی الحزن

خوش آمدید اے میٹھی باتیں کرنے والے طوطے!

کہو کہ تو نے میرے دل سے غم مٹا دیا ہے۔

بازگو از نجد و از یارانِ نجد

تا در و دیوار را آری بہ وجد

مجھے "نجد" (مقامِ محبوب) اور وہاں کے یاروں کا حال سنا،

یہاں تک کہ تو (اس تذکرے سے) در و دیوار کو بھی وجد میں لے آئے۔

باز گو از مسکن و مأوای ما

بازگو از یارِ بی‌پروای ما

ہمارے اصلی گھر (وطنِ مالوف) کا حال سنا؛

اس بے پروا محبوب کا حال سنا.

آنکہ از ما، بی سبب افشاند دست

عہد را ببرید و پیمان را شکست

جس نے بغیر کسی سبب کے ہم سے ہاتھ چھڑا لیا،

عہد توڑ دیا اور پیمانِ محبت ختم کر دیا۔

بخش ۳ - حکایة فی بعض اللیالی

تیسرا حصہ: کسی رات کا ایک قصہ

شب کہ بودم با ہزاران کوہِ درد

سر بہ زانوئے غمش، بنشستہ فرد

رات کے وقت جب میں ہزاروں پہاڑوں جتنا غم اٹھائے ہوئے ،

تنہائی میں محبوب کے غم کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھے (مایوس) بیٹھا تھا۔

جان بہ لب، از حسرتِ گفتارِ او

دل، پر از نومیدیِ دیدارِ او

اس (محبوب) سے کلام کرنے کی حسرت میں میری جان لبوں پر آئی ہوئی تھی

اور میرا دل اس کے دیدار کی امید کھو کر مایوسی سے بھرا ہوا تھا۔

آن قیامت قامتِ پیماں شکن

آفتِ دوران، بلائے مرد و زن

وہ قیامت جیسی قامت والا اور عہد و پیماں کو (اپنی بے نیازی سے) توڑ دینے والا؛

وہ زمانے کی آفت اور مرد و زن کے لیے ایک بلا ہے؛

فتنۂ ایام و آشوبِ جہان

خانہ سوزِ صد چو من، بے خانمان

وہ زمانے کا فتنہ اور جہان کا آشوب ہے،

جس نے مجھ جیسے سینکڑوں بے گھروں کے گھر جلا دیے ہیں۔

از درم ناگہ درآمد، بے حجاب

لب گزان، از رخ برافکندہ نقاب

اچانک وہ میرے دروازے سے بلا حجاب اندر داخل ہوا؛

اپنے لبوں کو (ناز سے) دانتوں تلے دبائے، رخ سے نقاب ہٹا کر۔

کاکلِ مشکیں بہ دوش انداختہ

وز نگاہی، کارِ عالم ساختہ

اس نے اپنی مشک جیسی زلفیں کندھوں پر بکھیر رکھی تھیں

اور اس کی ایک نگاہ نے پورے عالم کا کام تمام (سحر زدہ) کر دیا تھا۔

گفت: ای شیدا دلِ محزونِ من!

وی بلاکش عاشقِ مفتونِ من

اس نے کہا: اے میرے غم زدہ دیوانے دل!

اے میرے وہ عاشق جو میری محبت میں بلائیں اٹھا رہا ہے۔

کیف حال القلب فی نار الفراق؟

گفتمش: واللہ حالی لایطاق

فراق کی آگ میں تیرے دل کا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کی: "خدا کی قسم! میرا حال اب برداشت سے باہر ہے۔"

یک دمک، بنشست بر بالینِ من

رفت و با خود برد عقل و دینِ من

وہ صرف ایک لمحے کے لیے میرے سرہانے بیٹھا،

اور جب گیا تو میری عقل اور میرا دین (ہوش و حواس) سب اپنے ساتھ لے گیا۔

گفتمش: کی بینمت ای خوش خرام؟

گفت: نصب اللیل لکن فی المنام

میں نے پوچھا: "اے خوش خرامی سے چلنے والے محبوب! میں تجھے دوبارہ کب دیکھوں گا؟"

اس نے جواب دیا: "آدھی رات کے وقت، مگر صرف خواب میں۔"

بخش ۴ - فِی التَّأَسُّفِ وَ النّدامَةِ عَلىٰ صَرْفِ الْعُمرِ فیما لایَنْفَعُ فِی الْقِیامَةِ وَ تأْویلِ قَولِ النَّبیّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّم: «سُؤْرُ الْمُؤْمِنِ شِفاءٌ»

حصہ ۴: اس عمر کو ضائع کرنے پر افسوس اور ندامت کے بیان میں جو قیامت کے دن فائدہ نہ دینے والے کاموں میں صرف ہوئی، اور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی تاویل (وضاحت) کے بیان میں کہ: «مومن کا جھوٹا شفاء ہے»۔

قَدْ صَرَفْتَ الْعُمرَ فی قیلٍ وَ قال

یا نَدیمی قُمْ، فَقَدْ ضاقَ الْمجال

اے ہمدم! تُو نے اپنی تمام عمر 'قیل وقال' (بے مقصد بحث وتکرار) میں گنوا دی۔

اب اٹھ! کیونکہ مہلتِ حیات ختم ہونے کو ہے اور وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔

وَ اسْقِنی تِلْکَ الْمدامَ السَّلْسَبیل

اِنَّها تَهْدی اِلیٰ خَیْرِ السَّبیل

مجھے وہ سلسبیل (جنت کی نہر) جیسی شرابِ معرفت پلا،

کیونکہ یہی وہ شراب ہے جو انسان کو بہترین راستے (خدا کی طرف) لے جاتی ہے۔

وَ اخْلَعِ النَّعْلَیْنِ، یا هٰذا النَّدیم

اِنَّها نارٌ أَضائَتْ لِلْکَلیم

اے ہم نشین! (دنیا ومافیہا کی) جوتیاں اتار دے،

کیونکہ یہ وہ آگ ہے جو طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے روشن ہوئی تھی۔

(اشارہ ہے کہ دنیا کی فکر چھوڑ کر ہی جلوۂِ جاناں دیکھا جا سکتا ہے)۔

هاتها صهباء من خمر الجنان

دَعْ کئوسا وَ اسْقِنیها بِالدّنان

وہ جنت کی سرخ شراب لے آ؛ پیمانوں اور پیالیوں کو رہنے دے،

مجھے تو مٹکوں کے مٹکے (لبالب) پلا دے۔

ضاقَ وَقْت الْعُمرِ عَنْ آلاتِها

هاتها منْ غَیرِ عصر هاتها

عمر اتنی مختصر ہے کہ ظاہری وسائل اور طریقوں کی گنجائش نہیں؛

اسے بغیر نچوڑے (براہِ راست فیض کے طور پر) لے آ۔

قُمْ اَزِلْ عَنّی بِها رسمَ الْهموم

اِنَّ عُمری ضاعَ فی عِلْمِ الرّسوم

اٹھ اور اس شرابِ عشق سے میرے غموں کے نقوش مٹا دے،

کیونکہ میری زندگی تو 'علمِ رسوم' (ظاہری و رسمی علوم) میں برباد ہو گئی۔

قُلْ لِشَيْخٍ قَلْبُهُ مِنْها نفور

لا تَخَفْ، اللهُ تَوّابٌ غَفور

اس خشک زاہد سے کہہ دو جس کا دل عشق کی اس تپش سے دور بھاگتا ہے کہ:

ڈرمت! اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے (عشق کی طرف پلٹ آ)۔

علمِ رسمی سر بہ سر قیل است و قال

نہ از او کیفیتی حاصل، نہ حال

یہ رسمی علم شروع سے آخر تک محض بحث و تکرار ہے۔

اس سے نہ تو دل کو کوئی کیفیت ملتی ہے اور نہ ہی روح کو کوئی 'حال' (وجدانی کیفیت) نصیب ہوتا ہے۔

طبع را افسردگی بخشد مدام

مولوی باور ندارد این کلام

یہ (بے روح علم) طبیعت کو ہمیشہ افسردگی اور خشکی بخشتا ہے؛

مولائے روم (رومی) جیسے عارف اس خشک کلام پر یقین نہیں رکھتے۔

كُلُّ مَنْ لَمْ يَعْشقِ الْوَجْہَ الْحَسَن

قَرِّبِ الْجُلَّ اِلَيْہِ وَ الرَّسَن

عرب کے صحرا میں ایک اونٹ سوار نے کیا خوب گایا تھا کہ : جو شخص اس 'حسین چہرے' (جمالِ الٰہی) کا عاشق نہیں ہوا،

اس کے پاس پالان اور رسی لے آؤ (یعنی وہ انسان نہیں، حیوان ہے)۔

گر کسی گوید کہ: از عمرت همین

هفت روزی ماندہ، وان گردد یقین

اگر تجھے یقین ہو جائے

کہ تیری زندگی کے صرف سات دن باقی رہ گئے ہیں۔۔۔

تو در این یک هفتہ، مشغول کدام

علم خواهی گشت، ای مرد تمام؟

توا ے کامل انسان! تُو اس ایک ہفتے میں

کس علم میں مشغول ہونا پسند کرے گا؟

فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم

ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم

فلسفہ، نحو، طب یا نجوم؟

یا پھر ہندسہ، رمل اور نحوست بھرے اعداد کا حساب؟

علم نبود غیر علم عاشقی

مابقی تلبیس ابلیس شقی

یاد رکھ! علم صرف 'عشق کا علم' ہے، اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے

وہ اس بد بخت ابلیس کا پھیلایا ہوا جادو اور دھوکہ ہے۔

علم فقہ و علم تفسیر و حدیث

ہست از تلبیس ابلیس خبیث

(یہاں شاعر علم کے غلط استعمال کی بات کررہاہے) اگر فقہ، تفسیر اور حدیث کا علم تجھے محبوب سے دور کردے اور محض بحث کا ذریعہ بنے، تو یہ بھی ابلیس کی تلبیس ہے۔

زان نگردد بر تو هرگز کشف راز
گر بود شاگرد تو صد فخر راز

اگر تیرے شاگرد فخرالدین رازی جیسے سو (بڑے عالم) بھی کیوں نہ ہوں،
تب بھی تجھ پر حقیقت کا راز کبھی فاش نہیں ہوگا (جب تک عشق نہ ہو)۔

هر که نبود مبتلای ماهرو
اسم او از لوح انسانی بشو

جو اس ماہِ منور (خدا کے جمال) کا مبتلا اور دیوانہ نہیں،
اس کا نام انسانیت کی تختی سے مٹادو۔

سینۂ خالی ز مهر گلرخان
کهنه انبانی بود پر استخوان

وہ سینہ جو محبوب کی محبت سے خالی ہو،

وہ اس پرانے تھیلے کی مانند ہے جو ہڈیوں سے بھرا ہو۔

سینہ‌ای گر خالی ز معشوقی بوَد

سینہ نبوَد، کهنہ صندوقی بوَد

وہ سینہ جس میں معشوق کی یاد نہ ہو،

وہ سینہ نہیں بلکہ ایک پرانا اور بوسیدہ صندوق ہے۔

تا بہ کی افغان و اشک بی‌شمار؟

از خدا و مصطفی شرمی بدار

کب تک یہ (بے مقصد) آہ و فغان اور بے شمار آنسو بہاتا رہے گا؟

کچھ تو خدا اور اس کے رسول ﷺ سے حیا کر (کہ تیری تگ و دو کا مقصد صرف دنیاوی شہرت اور لایعنی بحثیں ہیں)۔

از هیولا، تا بہ کی این گفتگوی؟

رو بہ معنی آر و از صورت مگوی

کب تک ارسطو کے 'ہیولیٰ' (مادہ اور صورت کی بحثوں) میں الجھا رہے گا؟

معنی کی طرف رجوع کر اور ظاہری صورتوں کی باتیں چھوڑ دے۔

دل کہ فارغ شد ز مهر آن نگار

سنگ استنجای شیطانش شمار

وہ دل جو اس حقیقی محبوب (اللہ) کی محبت سے خالی ہو گیا،

اسے شیطان کا 'سنگِ استنجا' (ناپاکی صاف کرنے والا پتھر) سمجھ۔

این علوم و این خیالات و صُوَر

فضلهٔ شیطان بوَد بر آن حجر

یہ ظاہری علوم، خیالی فلسفے اور صورتیں (اگر عشق سے خالی ہوں)

تو اس پتھر پر شیطان کی غلاظت کے سوا کچھ نہیں۔

تو بغیر از علم عشق ار دل نهی

سنگ استنجا به شیطان می‌دهی

اگر تو نے عشق کے علم کے علاوہ کسی اور چیز سے دل لگایا،

تو سمجھ لے کہ تو (اپنے دل کی صورت میں) شیطان کو ناپاکی صاف کرنے کے لیے پتھر فراہم کر رہا ہے۔

شرمی بادت، زانکه داری، ای دغل!

سنگ استنجای شیطان در بغل

اے دھوکے باز! تجھے شرم آنی چاہیے

کہ تو نے اپنی بغل میں شیطان کا سنگِ استنجا دبا رکھا ہے (یعنی تیرا سینہ لایعنی اور ناپاک علوم کا مجموعہ بن چکا ہے)۔

لوح دل، از فضلۂ شیطان بشوی

ای مُدرّس! درس عشقی هم بگوی

اپنے دل کی تختی کو اس شیطانی غلاظت سے دھو ڈال؛

اے مدرس! (کتابی سبق بہت پڑھا لیے) اب ذرا عشق کا سبق بھی دے۔

چند و چند از حکمت یونانیان؟

حکمة ایمانیان را هم بدان

کب تک یونانیوں کی حکمت (فلسفہ) کے پیچھے پڑا رہے گا؟

کبھی اہلِ ایمان کی حکمت (معرفت) کو بھی جاننے کی کوشش کر۔

چند زین فقہ و کلام بی‌اصول

مغز را خالی کنی، ای بوالفضول

اے فضول باتیں کرنے والے! کب تک اس (ظاہری) فقہ اور بے اصل کلامی بحثوں سے

اپنے دماغ کو خالی کرتا رہے گا؟

صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف

از اصول عشق ہم خوان یک دو حرف

تیری تمام عمر 'نحو و صرف' (گرائمر) کی بحثوں میں کٹ گئی؛

کبھی عشق کے اصولوں کا بھی ایک دو حرف پڑھ کر دیکھ۔

دل منوّر کن بہ انوار جَلیؒ

چند باشی کاسہ‌لیس بوعلی؟

اپنے دل کو اللہ کے روشن انوار سے منور کر؛

کب تک بو علی سینا (فلسفہ) کی کاسہ لیسی (نقالی) کرتا رہے گا؟

سرورِ عالم شہ دنیا و دین

سُؤر مؤمن را شفا گفت ای حزین

اے غم زدہ! دوجہان کے سردار ﷺ نے تو

'مومن کے جھوٹے' (سوَر) کو شفا قرار دیا ہے۔

سؤر رسطالیس و سؤر بوعلی

کی شفا گفتہ نبیِّ منجلی؟

ارسطو کا جھوٹا اور بو علی سینا کا جھوٹا (یعنی ان کے فلسفے)؛

اسے ہمارے روشن نبی ﷺ نے کب شفا کہا ہے؟ (شفا تو صاحبِ ایمان کے نقشِ قدم میں ہے)۔

سینۂ خود را برو صد چاک کن

دل از این آلودگی‌ها پاک کن

جا اور (عشقِ الٰہی میں) اپنے سینے کو سو جگہ سے چاک کر دے،

اور اپنے دل کو ان (ظاہری علوم کی) آلودگیوں سے پاک کر لے۔

بخش ۵ – حکایت

حصہ ۵ - حکایت (قصہ)

با دف و نی، دوش آن مرد عرب

وه! چه خوش می‌گفت، از روی طرب:

کل رات وہ مردِ عرب (حق کا راہی) دف اور بانسری کی تال پر،

وجد اور خوشی کی کیفیت میں کیا ہی خوب کہہ رہا تھا :

أَيُّهَا الْقَوْمُ الّذی فِی الْمَدْرِسَه

کُلُّ ما حَصّلْتُموهُ وَسْوَسَه

اے مدرسے والو! (اے وہ لوگو جو صرف کتابی علم میں محصور ہو)،

جو کچھ بھی تم نے وہاں حاصل کیا ہے،

وہ (حقیقت کے مقابلے میں) محض وسوسہ اور وہم ہے۔

فِکْرُکُم اِنْ کانَ فی غَیْرِ الْحَبیب

ما لَکُم فِی النَّشْاَۃِ الْاُخْریٰ نَصیب

اگر تمہاری فکر کا محور اپنے 'حبیب' (خدا) کے علاوہ کچھ اور ہے،

تو یاد رکھو کہ دوسری زندگی (آخرت اور عالمِ بقا) میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

فَاغْسِلوا یا قَوْمِ عَن لَوْحِ الْفُؤاد

کُلَّ عِلْمٍ لَیْسَ یُنْجی فِی الْمَعاد

اے لوگو! اپنے دل کی تختی سے ہر اس علم کو دھوڈالو

جو 'معاد' (روزِ قیامت اور واپسی کے سفر) میں نجات دلانے والا نہیں ہے۔

ساقیا! یک جرعہ از روی کرم

بر بھائی ریز از جام قدم

اے (حقیقی) ساقی! اپنے لطف وکرم سے

اس 'بہائی' (شاعر) پر بھی اپنے جامِ ازل سے ایک گھونٹ انڈیل دے۔

تا کند شَقّ، پردۂ پندار را

هم به چشم یار بیند یار را

تاکہ یہ (ایک گھونٹ پیتے ہی) اپنے وہم وگمان کے پردوں کو چاک کردے،

اور پھر اپنی (ناقص) آنکھ کے بجائے 'یار' کی عطا کردہ بصیرت سے خود 'یار' (جمالِ حق) کا مشاہدہ کرے۔

بخش ٦ - فی قطع العلائق و العزلة عن الخلایق

حصہ ٦: دنیاوی تعلقات کو ختم کرنے اور مخلوق سے کنارہ کشی (عزلت اختیار کرنے) کے بیان میں۔

هر که را توفیق حق آمد دلیل

عزلتی بگزید و رست از قال و قیل

جس کسی کا رہنما اللہ کا فضل اور اس کی توفیق بن جائے ،

وہ (دنیا کی) بھیڑ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے اور فضول کی بحث و تکرار سے نجات پا جاتا ہے ۔

عزت اندر عزلت آمد، ای فلان

تو چہ خواهی ز اختلاط این و آن؟

اے شخص! اصل عزت تو گوشہ نشینی (خدا کے ساتھ تنہائی) میں ہے؛

تجھے ان لایعنی لوگوں سے میل جول سے کیا حاصل ہوگا؟

پا مکش از دامن عزلت بہ در!

چند گردی چون گدایان در بہ در؟

عزلت کی چادر سے اپنا پاؤں باہر نہ نکال (یعنی اس حصار کو نہ توڑ)؛

کب تک گداگروں کی طرح دربدر (دنیا داروں کے پیچھے) پھرتا رہے گا؟

گر ز دیو نفس می‌جویی امان

رو نهان شو! چون پری از مردمان

اگر تو اپنے نفس کے جن سے امان چاہتا ہے،

تو لوگوں سے اس طرح چھپ جا جیسے پری (پراسرار مخلوق) انسانوں سے چھپی رہتی ہے۔

از حقیقت بر تو نگشاید دری

زین مجازی مردمان تا نگذری

حقیقت کا کوئی بھی دروازہ تجھ پر تب تک نہیں کھلے گا،

جب تک تو ان مجازی (ظاہری و فانی) لوگوں سے اپنا تعلق نہیں توڑ لیتا۔

گر تو خواهی عزت دنیا و دین

عزلتی از مردم دنیا گزین

اگر تو دنیا اور دین دونوں کی عزت کا طلبگار ہے،

تو دنیادار لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔

گنج خواهی؟ کنج عزلت کن مقام

واستتر واستخفۂ عن کل الانام

اگر تجھے (معرفت کا) خزانہ چاہیے تو تنہائی کے کونے کو اپنا ٹھکانہ بنا؛

اور تمام مخلوق سے خود کو چھپا لے اور پوشیدہ ہو جا۔

چون شب قدر از همہ مستور شد

لاجرمۂ از پای تا سر نور شد

جس طرح شبِ قدر کو سب سے چھپا کر (مستور) رکھا گیا،

اسی لیے تو وہ سر سے پاؤں تک نور ہی نور بن گئی۔

اسم اعظمۂ چون کہ کس نشناسدش

سروری بر کل اسما باشدش

'اسمِ اعظم' کو چونکہ کوئی (عام بندہ) نہیں پہچانتا،

اسی وجہ سے اسے تمام ناموں پر سرداری اور برتری حاصل ہے۔

تا تو نیز از خلق پنهانی همی

لیلةالقدری و اسم اعظمی

جب تک تو بھی مخلوق کی نظروں سے (اپنی انا اور شہرت کو) چھپائے رکھے گا،

تو (اپنی حقیقت میں) شبِ قدر اور اسمِ اعظم ہی ہے۔

رو بہ عزلت آر ای فرزانہ مرد!

وز جمیع ماسوی اللہ باش فرد

اے دانشمند انسان! تنہائی اختیار کر

اور اللہ کے سوا ہر چیز سے 'فرد' (تنہا/الگ) ہو جا۔

عزلت آمد گنج مقصود ای حزین!

لیک، گر با زهد و علم آید قرین

اے غم زدہ! عزلت ہی مقصود کا خزانہ ہے، لیکن یہ تبھی فائدہ مند ہے

جب یہ 'زہد' (دنیا سے بے رغبتی) اور 'علم' کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

عزلت بی«زای» زاہد علت است

ور بود بی«عین» علمہ آن زلت است

اگر لفظ 'عزلت' سے 'ز' (زہد) نکال دیا جائے تو یہ 'علت' (بیماری) بن جاتی ہے؛

اور اگر اس میں سے 'ع' (علم) نکال دیا جائے تو یہ 'زلت' (لغزش/گناہ) بن جاتی ہے۔

نکتہ: لفظ عزلت (ع-ز-ل-ت) میں پہلا حرف 'ع' علم کی علامت ہے اور دوسرا 'ز' زہد کی۔ اگر علم نہ ہو تو وہ گمراہی ہے، اور اگر زہد نہ ہو تو وہ نفس کی بیماری ہے۔

زهد و علم ار مجتمع نبود به هم

کی توان زد در ره عزلت قدم؟

اگر زہد اور علم ایک جگہ جمع نہ ہوں،

تو عزلت کی راہ پر ایک قدم بھی نہیں رکھا جا سکتا۔

علم چبود؟ از همه پرداختن

جمله را در داو اول باختن

حقیقی علم کیا ہے؟ سب کچھ (غیر اللہ) سے ہاتھ جھاڑ لینا؛

اور پہلی ہی بازی میں (راہِ حق میں) سب کچھ داؤ پر لگا دینا۔

این هوس‌ها از سرت بیرون کند

خوف و خشیت، در دلت افزون کند

یہ علم تیرے سر سے (دنیاوی) ہوس نکال دیتا ہے

اور تیرے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی ہیبت (خشیت) بڑھا دیتا ہے۔

«خشية الله» را نشان علم دان!

«انما يخشى»، تو در قرآن بخوان!

اللہ کے خوف کو ہی علم کی نشانی سمجھ؛ قرآن میں پڑھ لے کہ :

"اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں" (سورہ فاطر)۔

سینہ را از علم حق آباد کن

رو حدیث «لو علمتم» یاد کن!

اپنے سینے کو حق کے علم سے آباد کر اور (رسول اللہ ﷺ کی) یہ حدیث یاد کر کہ :

"اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں (تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ)"۔

بخش ۷ - «فی ذم العلماء المشبھین بالامراء المترفعین عن سیرۃ الفقرا»

حصہ ۷: ان (دنیا پرست) علماء کی مذمت کے بیان میں جو حکمرانوں اور امیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور فقراء (درویشوں) کی طرزِ زندگی سے خود کو برتر سمجھتے ہیں۔

علم یابد زیب از فقر ای پسر

نی ز باغ و راغ و اسب و گاو و خر

اے بیٹے! علم کی خوبصورتی اور زینت فقر (درویشی) سے ہے؛

نہ کہ باغات، چراگاہوں، گھوڑوں، بیلوں اور گدھوں (یعنی مال و متاع) سے۔

مولوی را، هست دایم این گمان
کان بیابد زیب ز اسباب جهان

(دنیا پرست) مولوی کو ہمیشہ یہی وہم رہتا ہے
کہ علم کو دنیاوی اسباب سے رونق ملتی ہے۔

نقص علم است، ای جناب مولوی
حشمت و مال و منال دنیوی

اے جناب مولوی! یہ دنیاوی جاہ و حشمت
اور مال و دولت تو دراصل علم کا نقص (عیب) ہے۔

قاقم و خز چند پوشی چون شهان؟
مرغ و ماهی، چند سازی زیب خوان؟

کب تک بادشاہوں کی طرح قیمتی لباس (قاقم و خز) پہنو گے؟
اور کب تک مرغ و ماہی سے اپنے دستر خوان کو سجاتے رہو گے؟

خود بده انصاف، ای صاحب کمال

کی شود اینها میسر از حلال؟

اے صاحبِ کمال! ذرا خود ہی انصاف سے بتاؤ،

کیا یہ سب تعیشات رزقِ حلال سے میسر آ سکتے ہیں؟

ای علم افراشته، در راه دین

از چه شد مأکول و ملبوست چنین؟

اے دین کی راہ میں (علم کا) جھنڈا بلند کرنے والے!

تیرا کھانا اور تیرا لباس ایسا (شاہانہ) کیوں ہو گیا ہے؟

چند مال شبهه ناک آری به کف؟

تا که باشی نرم پوش و خوش علف

کب تک مشکوک مال (شبہہ والا مال) جمع کرتے رہو گے؟

تا کہ تم نرم لباس پہن سکو اور لذیذ غذائیں کھا سکو۔

عاقبت سازد تو را، از دین بری

این خودآرایی و این تن پروری

آخر کار یہ تیری خود آرائی اور یہ تن پروری (جسم کو پالنا)

تجھے دین سے دور کردے گی۔

لقمہ کآید از طریق مشتبہ

خاک خور خاک و بر آن دندان منہ

وہ لقمہ جو مشکوک طریقے سے حاصل ہو،

(اس سے بہتر ہے کہ) تو خاک کھالے مگر اس لقمے پر دانت نہ لگا۔

کان تو را در راہ دین مغبون کند

نور عرفان از دلت بیرون کند

کیونکہ وہ (مشتبہ لقمہ) تجھے دین کی راہ میں خسارے میں ڈال دے گا

اور تیرے دل سے معرفت کا نور نکال دے گا۔

لقمۂ نانی کہ باشد شبهہ ناک

در حریم کعبہ ابراهیم پاک

روٹی کا وہ لقمہ جو مشکوک (حرام و حلال کی تمیز سے عاری) ہو،

اگرچہ خانہ کعبہ کی حدود میں حضرت ابراہیمؑ جیسا پاک باز انسان۔۔۔

گر بہ دست خود فشاندی تخم آن

ور بہ گاو چرخ کردی شخم آن

اگرچہ اس کا بیج (ابراہیمؑ نے) اپنے ہاتھ سے بویا ہو،

اور آسمان کے بیل (برج ثور) سے اس زمین کو جوتا گیا ہو؛

ور مہ نو در حصادش داس کرد

ور بہ سنگ کعبہ‌اش دست آس کرد

اور اگر اس کی کٹائی کے لیے نئے چاند کو درانتی بنایا گیا ہو،

اور خانہ کعبہ کے پتھر سے اسے پیسا گیا ہو؛

ور بہ آب زمزمش کردی عجین

مریم آیین پیکری از حور عین

اوراگراس کا آٹا آبِ زمزم سے گوندھا گیا ہو،

اور گوندھنے والی حورِعین جیسی پاکیزہ سیرت مریمؑ کی مانند ہو؛

ور بخواندی بر خمیرش بی‌عدد

فاتحہ با قل هوالله احد

اوراگراس کے خمیر پر بے شمار مرتبہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھی گئی ہو

(تب بھی وہ لقمہ اگر مشتبہ ہے تو نقصان دہ ہی رہے گا)۔

ور بود از شاخ طوبی آتشش

ور شدی روح‌الامین هیزم کشش

(لقمہِ حرام یا مشتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ) خواہ اس کھانے کو پکانے کے لیے آگ 'شجرِ طوبیٰ' (جنت کا درخت) کی لکڑیوں سے

جلائی گئی ہو

اوراس کے لیے لکڑیاں ڈھونے والا (ہیزم کش) خود جبرائیل امین ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔

ور تو برخوانی هزاران بسمله

بر سر آن لقمۂ پر ولوله

اورخواہ تم اس فتنے سے بھرے ہوئے لقمے پر ہزاروں مرتبہ 'بسم اللہ' ہی کیوں نہ پڑھ لو

(یعنی اسے ظاہری تقدس کا رنگ دے دو)۔۔۔

عاقبت، خاصیتش ظاهر شود

نفس از آن لقمه تو را قاهر شود

بالآخراس لقمے کی (باطنی) خاصیت ظاہر ہو کر رہے گی

اور وہ نفس کو تم پر غالب (قاہر) کر دے گا۔

در ره طاعت، تو را بی‌جان کند

خانۂ دین تو را ویران کند

وہ لقمہ بندگی کی راہ میں تمہاری روح کو بے جان کر دے گا

اور تمہارے دین کے گھر کو ویران کر ڈالے گا۔

(صوفیانہ نکتہ : حرام لقمہ دل کو سخت کر دیتا ہے اور عبادت کی لذت چھین لیتا ہے)۔

درد دینت گر بود، ای مرد راه!

چارۂ خود کن، که دینت شد تباه

اے راہِ حق کے مسافر! اگر تیرے دل میں دین کا ذرا بھی درد ہے تو ابھی اپنا علاج کر لے،

کیونکہ تیرا دین تباہ ہو چکا ہے۔

از هوس بگذر! رها کن کش و فش

پا ز دامان قناعت، در مکش

نفسانی خواہشات سے گزر جا اور دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ (کش و فش) کو چھوڑ دے؛

قناعت کے دامن سے اپنا پاؤں باہر نہ نکال۔

گر نباشد جامۂ اطلس تو را

کهنه دلقی، ساتر تن، بس تو را

اگر تیرے پاس پہننے کے لیے ریشمی لباس (اطلس) نہیں ہے،

تو جسم ڈھانپنے کے لیے ایک پرانا گدڑی نما لباس (دلق) ہی تیرے لیے کافی ہے۔

ور مزعفر نبودت با قند و مشک

خوش بود دوغ و پیاز و نان خشک

اگر تجھے زعفرانی کھانے، چینی اور مشک سے معطر پکوان یسر نہیں،

تو لسی (دوغ)، پیاز اور خشک روٹی ہی تیرے لیے خوش ذائقہ ہونی چاہیے۔

ور نباشد مشربہ از زر ناب

با کف خود می‌توانی خورد آب

اگر پانی پینے کے لیے خالص سونے کا پیالہ نہیں ہے،

تو تو اپنی ہتھیلیوں سے بھی پانی پی سکتا ہے۔

ور نباشد مرکب زرین لگام

می‌توانی زد بہ پای خویش گام

اگر سواری کے لیے سنہری لگام والا گھوڑا نہیں ہے،

تو تو اپنے پیروں پر بھی چل کر راستہ طے کر سکتا ہے۔

ور نباشد دور باش از پیش و پس

دور باشِ نفرتِ خلق، از تو بس

اگر تیرے آگے پیچھے (امیروں کی طرح) پہرے دار نہیں ہیں

جو لوگوں کو ہٹانے کے لیے 'دور باش' (پرے ہٹ جاؤ) کی صدائیں لگائیں،

تو لوگوں کی طرف سے ملنے والی بے رخی اور نفرت ہی تیرے لیے کافی ہے

(تاکہ تو ان کے شر سے بچا رہے)۔

ور نباشد خانه‌های زرنگار

می‌توان بردن به سر در کنج غار

اگر تیرے پاس سونے سے سجے ہوئے مکانات نہیں ہیں،

تو زندگی کسی غار کے کونے میں بھی گزاری جا سکتی ہے۔

ور نباشد فرش ابریشم طراز

با حصیر کهنۂ مسجد بساز

اگر تیرے پاس ریشم کے بنے ہوئے بیش قیمت قالین نہیں ہیں ،

تو مسجد کی کسی پرانی چٹائی پر ہی گزارہ کر لے ۔

ور نباشد شانہای از بهر ریش

شانہ بتوان کرد با انگشت خویش

اگر داڑھی سنوارنے کے لیے کنگھی یسر نہیں ،

تو اپنی انگلیوں سے بھی کنگھی کی جا سکتی ہے ۔

هرچہ بینی در جهان دارد عوض

در عوض گردد تو را حاصل، غرض

(سنبھل جا !) دنیا میں تو جس چیز کو بھی دیکھے گا ،

اس کا کوئی نہ کوئی نعم البدل (عوض) مل جائے گا اور تیرا مقصد پورا ہو جائے گا ۔

بی‌عوض، دانی چہ باشد در جهان؟

عمر باشد، عمر، قدر آن بدان

لیکن کیا تو جانتا ہے کہ اس کائنات میں وہ کون سی چیز ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں ؟

وہ تیری عمر ہے ، صرف تیری زندگی ! اس کی قدر پہچان ۔

بخش ۸ - فی الفوائد المتفرقة فیما یتضمن الاشارة الی قولہ تعالی ان اللّٰہ یأمرکم أن تذبحوا بقرة

حصہ ۸: متفرق فوائد کے بیان میں، جس میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے کہ: "بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو"-

ابذلوا ارواحکم یا عاشقین

ان تکونوا فی ھوانا صادقین

اے عشاق! اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دو،

اگر تم ہماری محبت کے دعوے میں سچے ہو۔

(یعنی راہِ حق میں پہلا قدم اپنی خودی کو مٹانا ہے)۔

داند این را هر که زین ره آگه است

کاین وجود و هستیش، سنگ ره است

اس حقیقت کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو اس راہِ معرفت سے واقف ہے

کہ انسان کا اپنا "وجود" اور اس کی "ہستی" ہی اس کے راستے کا سب سے بڑا پتھر (رکاوٹ) ہے۔

گوی دولت آن سعادتمند برد

کو، به پای دلبر خود، جان سپرد

سعادت اور کامیابی کی گیند وہی خوش نصیب کھلاڑی لے گیا،

جس نے اپنے دلبر (خدا) کے قدموں میں اپنی جان قربان کر دی۔

جان به بوسی می‌خرد آن شهریار

مژده‌ای عشاق، کآسان گشت کار

وہ شہنشاہ (حقیقی) ایک بوسے (فیضِ الٰہی) کے بدلے جان خرید رہا ہے؛

اے عشاق! تمہیں خوشخبری ہو کہ سودا بہت سستا اور کام آسان ہو گیا ہے۔

گر همی خواهی حیات و عیش خوش

گاو نفس خویش را اول بکُش

اگر تو ابدی زندگی اور حقیقی خوشی کا طلبگار ہے،

تو سب سے پہلے اپنے "نفس کے بیل" کو ذبح کر ڈال۔

(یہاں 'گاوِ نفس' سے مراد انسانی شہوات اور مادی رغبتیں ہیں)۔

در جوانی کن نثار دوست جان

رو «عوان بین ذالک» را بخوان

اپنی جوانی کے عالم میں اپنی جان دوست (اللہ) پر نثار کر دے؛ اور جا کر قرآن کی اس آیت کا مطالعہ کر:

"عوانٌ بین ذٰلک" (جو نہ بوڑھی ہو نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی ہو)۔

(اشارہ ہے کہ بہترین قربانی جوانی کی عبادت ہے)۔

پیر چون گشتی، گران جانی مکن
گوسفند پیر قربانی مکن

جب تو بوڑھا ہوگیا تو اب جینے کی ضد (گراں جانی) نہ کر؛
یاد رکھ کہ خدا کے حضور بوڑھی اور لاغر بھیڑ کی قربانی نہیں دی جاتی۔
(مراد یہ کہ بڑھاپے کی مجبوری کی توبہ سے بہتر جوانی کا زہد ہے)۔

شد همہ برباد ایام شباب
بهر دین، یک ذره ننمودی شتاب

تیری جوانی کے تمام دن برباد ہو گئے
اور تو نے دین کی خاطر ذرہ برابر بھی جلدی نہ دکھائی۔

عمرت از پنجہ گذشت و یک سجود
کت بہ کار آید، نکردی ای جهود!

تیری عمر پچاس سال سے اوپر ہو گئی،

لیکن اے منکر! تو نے ایک سجدہ بھی ایسا نہ کیا جو (کل قیامت کے دن) تیرے کام آ سکے۔

حالیا، ای عندلیب کهنہ سال

ساز کن افغان و یک چندی بنال

اب اے بوڑھے باغ کے پرانے بلبل! اب تو کم از کم نالہ و فریاد شروع کر

اور کچھ دیر کے لیے (اپنی حالت پر) آنسو بہا لے۔

چون نکردی نالہ در فصل بهار

در خزان، باری قضا کن زینهار!

جب تو نے بہار کے موسم (جوانی) میں نالہ وزاری نہ کی،

تو اب بڑھاپے کی خزاں میں ہی ان آنسوؤں کی قضا کر لے، خبردار! غافل نہ رہ۔

تا کہ دانستی زیانت را ز سود

توبہ‌ات نسیہ، گناهت نقد بود

جب تک تجھے اپنے نفع اور نقصان کی تمیز آئی،

تب تک تیری حالت یہ تھی کہ گناہ تو تو نقد (فوراً) کرتا رہا اور توبہ کو ادھار (کل پر) ٹالتا رہا۔

غرق دریای گناهی تا بہ کی؟

وز معاصی روسیاهی تا بہ کی؟

کب تک گناہوں کے سمندر میں غرق رہے گا؟

اور ان نافرمانیوں سے اپنا منہ کب تک کالا کرتا رہے گا؟

جد تو آدم بهشتش جای بود

قدسیان کردند پیش او سجود

تیرے جد (حضرت آدم علیہ السلام) کا ٹھکانہ جنت تھی

اور فرشتوں نے ان کے سامنے سجدہ کیا تھا۔

یک گنہ چون کرد، گفتندش: تمام

مذنبی، مذنب، برو بیرون خرام!

جب ان سے ایک بھول (لغزش) ہوئی تو کہہ دیا گیا :

بس اب تم خطا کار ہو، یہاں سے باہر نکل جاؤ!

تو طمع داری کہ با چندین گناه

داخل جنت شوی، ای روسیاه!

تو پھر تجھے یہ لالچ کیسے ہے

کہ اتنے ڈھیر سارے گناہوں کے ساتھ تو جنت میں داخل ہو جائے گا، اے سیاہ بخت!

بخش ۹ - فی تأویل قول النبی صلی الله علیه و آله و سلم: حب الوطن من الایمان

حصہ ۹ - نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی تاویل میں کہ "وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے"

ایّها المأسور فی قید الذنوب

ایّها المحروم من سِرّ الغیوب

اے گناہوں کی قید میں گرفتار انسان!

اور اے وہ شخص جو غیب کے اسرار (باطنی حقائق) سے محروم کر دیا گیا ہے۔

لا تقم فی أسر لذّات الجسد

انّها فی الجید حبلٌ من مسد

جسم کی لذتوں کی اسیری میں مقیم نہ رہ،

کیونکہ (عشق کے بغیر) یہ لذتیں تیرے گلے میں مسد (کھجور کی چھال) کی رسی کی طرح ہیں (جو تجھے ہلاک کر دیں گی)۔

قم توجہ شطر اقلیم النعیم

و اذکر الاوطان والعهد القدیم

اٹھ! اور نعمتوں کی اس (حقیقی) اقلیم کی طرف توجہ کر،

اور اپنے ان اصل وطنوں اور اس 'عہدِ قدیم' (عہدِ الست) کو یاد کر (جب تو خدا کے قریب تھا)۔

گنج علم «ما ظهر مع ما بطن»

گفت: از ایمان بود حب الوطن

ظاہر و باطن کے علوم کے خزانے (نبی کریم ﷺ) نے فرمایا تھا کہ :

"وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے"۔

این وطن، مصر و عراق و شام نیست

این وطن، شهری‌ست کان را نام نیست

یاد رکھ! اس (حدیث) سے مراد یہ مصر، عراق اور شام کے خطے نہیں ہیں؛

بلکہ وہ وطن تو وہ شہر ہے جس کا (اس مادی دنیا میں) کوئی نام ہی نہیں ہے۔

زانکه از دنیاست، این اوطان تمام

مدح دنیا کی کند «خیر الانام»

کیونکہ یہ تمام اوطان (ملک) تو دنیا کا حصہ ہیں، اور 'خیر الانام' (رسول اللہ ﷺ) بھلا دنیا کی تعریف کیوں کرنے لگے؟

(جبکہ دنیا تو ان کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں)۔

حب دنیا هست رأس هر خطا

از خطا کی می‌شود ایمان عطا

دنیا کی محبت تو تمام برائیوں کی جڑ ہے؛

اور بھلا برائی کی جڑ سے ایمان کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

(پس وطن سے مراد عالمِ ارواح ہے)۔

ای خوش آنکو یابد از توفیق بهر

کاورد رو سوی آن بی‌نام شهر

کیا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جسے اللہ کی توفیق سے وہ حصہ مل جائے

کہ وہ اپنا رخ اس 'بے نام شہر' (لامکاں) کی طرف کر لے۔

تو در این اوطان، غریبی ای پسر!

خو به غربت کرده‌ای، خاکت به سر!

اے بیٹے! توان ظاہری وطنوں میں اصل میں 'غریب' (پردیسی) ہے؛

افسوس تجھ پر کہ تو نے اس پردیس سے دل لگا لیا ہے

(اور اسے ہی اپنا گھر سمجھ لیا ہے)۔

آنقدر در شهر تن ماندی اسیر

کان وطن، یکباره رفتت از ضمیر

تو اس 'جسم کے شہر' میں اتنا عرصہ قید رہا ہے

کہ وہ تیرا اصل وطن تیرے شعور و لاشعور سے بالکل نکل گیا ہے۔

رو بتاب از جسم و جان را شاد کن

موطن اصلی خود را یاد کن

اب اس جسم (مادیت) سے منہ موڑ لے

اور اپنی روح کو خوش کر؛ اپنے اصلی ٹھکانے کو یاد کر۔

زین جهان تا آن جهان بسیار نیست

در میان، جز یک نفس در کار نیست

اس جہان سے اس (حقیقی) جہان تک کا فاصلہ زیادہ نہیں ہے؛

ان کے درمیان صرف 'ایک سانس' کا پردہ ہے۔

تا بہ چند ای شاهباز پر فتوح

باز مانی دور، از اقلیم روح؟

اے فتوحات والے شاہباز (بلند پرواز روح)!

تو کب تک روح کی سلطنت سے دور، اس پستی میں پڑا رہے گا؟

حیف باشد از تو، ای صاحب هنر!

کاندرین ویرانہ ریزی بال و پر

اے صاحبِ ہنر انسان! تجھ پر افسوس ہے

کہ تو اس (دنیا کے) ویرانے میں اپنے پر جھاڑ رہا ہے (اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہا ہے)۔

تا بہ کی ای هدهد شهر سبا

در غریبی مانده باشی، بستہ پا؟

اے شہرِ سبا (حقیقت) کے ہُدہُد!

تو کب تک اس پردیس میں، بیڑیاں پہنے قید رہے گا؟

جهد کن! این بند از پا باز کن

بر فراز لامکان پرواز کن

کوشش کر! اور اپنے پاؤں سے یہ (دنیاوی) بندھن کھول دے،

اور لامکاں کی بلندیوں پر پرواز کر جا۔

تا بہ کی در چاه طبعی سرنگون؟

یوسفی، یوسف، بیا از چہ برون

کب تک تو اپنی طبع اور نفس کے اندھے کنویں میں سر کے بل گرا رہے گا؟

تو تو 'یوسف' ہے، اے یوسف! اس کنویں سے باہر نکل آ۔

تا عزیز مصر ربانی شوی

وا رهی از جسم و روحانی شوی

تاکہ تو(اس قید سے نکل کر) اللہ کی معرفت کے مصر کا 'عزیز' (حکمران) بن جائے؛

اوراس جسم کی قید سے چھوٹ کر مکمل طور پر روحانی ہو جائے۔

بخش ۱۰ - فی أن البلایا و المحن فی هذا الطریق، وان کانت عسیرة، لکنها علی المحب یسیرة بل هی الراحة العظمی والنعمة الکبری

حصہ ۱۰ - اس بیان میں کہ اس (سلوک و معرفت کے) راستے میں مصائب اور آزمائشیں اگرچہ سخت ہوتی ہیں، لیکن محب (عاشق) پر وہ آسان ہوتی ہیں، بلکہ وہ تو سب سے بڑی راحت اور سب سے بڑی نعمت ہیں۔

ایها القلب الحزین المبتلا

فی طریق العشق انواع البلا

اے مبتلا اور غمزدہ دل! (یاد رکھ کہ)

عشق کے راستے میں طرح طرح کی بلائیں اور آزمائشیں ہیں۔

لیکن القلب العشوق الممتحن

لا یبالی بالبلایا و المحن

لیکن وہ عاشق دل جو آزمائش کی بھٹی سے گزر چکا ہو،

وہ ان مصائب اور دکھوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا۔

سهل باشد در ره فقر و فنا

گر رسد تن را تعب، جان را عنا

فقر اور فنا کی راہ میں یہ بات نہایت معمولی ہے

کہ تیرے جسم کو تھکن پہنچے اور تیری جان کو تکلیف و مشقت اٹھانی پڑے۔

رنج راحت دان، چو شد مطلب بزرگ

گرد گلہ، توتیای چشم گرگ

جب مقصد بڑا ہو (یعنی رضائے الٰہی)، تو رنج کو بھی راحت سمجھ؛

(جیسے) ریوڑ کے پیچھے دوڑنے سے اڑنے والی دھول بھیڑیے کی آنکھ کا سرمہ بن جاتی ہے (کیونکہ اسے اپنا شکار نظر آرہا ہوتا ہے)۔

کی بود در راه عشق آسودگی؟

سر به سر درد است و خون آلودگی

عشق کے راستے میں آسودگی اور آرام کہاں؟

یہ راستہ تو شروع سے آخر تک درد اور خون آلودگی (قربانی) کا نام ہے۔

تا نسازی بر خود آسایش حرام

کی توانی زد به راه عشق، گام؟

جب تک تو اپنے اوپر آرام و آسائش کو حرام نہیں کرلیتا،

تب تک تو عشق کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔

غیر ناکامی، دراین ره، کام نیست

راه عشق است این، ره حمام نیست

اس راستے میں (نفس کی) ناکامی کے سوا کوئی کامیابی (کام) نہیں ہے؛

یہ عشق کا کٹھن راستہ ہے، کوئی آرام دہ حمام نہیں جہاں تو سکون پانے آئے۔

ترککان، چون اسب یغما پی کنند

هرچه باشد، خود به غارت می‌برند

(عام دنیاوی) لٹیرے جب کسی کے گھوڑے کا پیچھا کرتے ہیں

تو جو کچھ ملتا ہے اسے لوٹ کر لے جاتے ہیں۔

ترکِ ما، برعکس باشد کار او

حیرتی دارم ز کار و بار او

لیکن ہمارا 'ترک' (محبوبِ حقیقی) کا معاملہ بالکل الٹ ہے؛

مجھے اس کے طور طریقوں پر بڑی حیرت ہے۔

کافرست و غارت دین می کند

من نمی‌دانم چرا این می کند؟

وہ (اپنے حسن و جمال میں) ایسا کافر ہے کہ (عاشق کا) دین ہی غارت کر دیتا ہے

(یعنی عاشق کو ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیتا ہے)؛ میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے ؟

نیست جز تقوی، در این ره توشه‌ای

نان و حلوا را بهل در گوشه‌ای

اس راہ میں 'تقویٰ' کے سوا کوئی زادِراہ (توشہ) کام نہیں آئے گا؛

اس 'نان و حلوا' (دنیاوی لذتوں) کو ایک کونے میں ڈال دے۔

نان و حلوا چیست؟ جاه و مال تو

باغ و راغ و حشمت و اقبال تو

(اب شاعر نان و حلوہ کی تشریح کرتا ہے): یہ نان و حلوہ کیا ہے ؟

یہ تیرا مرتبہ، تیرا مال، تیرے باغات، تیری شان و شوکت اور تیری خوش قسمتی ہے۔

نان و حلوا چیست؟ این طول امل

وین غرور نفس و علم بی‌عمل

یہ نان و حلوہ کیا ہے ؟ یہ لمبی لمبی امیدیں ،

نفس کا غروراور وہ علم ہے جس پر عمل نہ ہو۔

نان و حلوا چیست؟ گویم با تو فاش

این همہ سعی تو از بهر معاش

میں تجھ پر واضح کردوں کہ یہ نان و حلوہ کیا ہے ؛

یہ وہ تمام کوششیں ہیں جو تو صرف اپنی روزی روٹی (معاش) کے لیے کر رہا ہے ۔

نان و حلوا چیست؟ فرزند و زنت

اوفتاده همچو غل در گردنت

یہ نان و حلوہ تیرے بیوی بچے ہیں

جو (تیری روحانی ترقی کی راہ میں) تیرے گلے کا طوق بن کر پڑے ہوئے ہیں ۔

چند باشی بهر این حلوا و نان

زیر منّتہ از فلان و از فلان؟

کب تک تو اس حلوا اور نان کی خاطر

فلاں اور فلاں (دنیا داروں) کی منتیں اور احسان اٹھاتا رہے گا؟

برد این حلوا و نان، آرام تو

شُست از لوحِ تو کُلّ نامِ تو

اس حلوا اور نان (کی فکر) نے تیرا چین چھین لیا ہے

اور تیری ہستی کی تختی سے تیرا اصل نام (انسانیت و معرفت) ہی مٹا دیا ہے۔

هیچ بر گوشَت نخورده است، ای لئیم!

حرف «الرّزق علی الله الکریم»

اے کم ہمت! کیا کبھی تیرے کانوں میں یہ بات نہیں پڑی کہ :

"رزق کی ذمہ داری اللہ کریم پر ہے"؟

رو قناعت پیشه کن در کنجِ صبر

پندِ خود گیر از سگِ آن پیرِ گبر

جا اور صبر کے کونے میں قناعت اختیار کر؛

اور اس (مشہور حکایت کے) بوڑھے مجوسی کے کتے سے سبق حاصل کر (جو اپنے مالک کے در کو نہیں چھوڑتا، چاہے اسے کچھ ملے یا نہ ملے)۔

بخش ۱۱ - حکایة العابد الذی قل الصبر لدیہ فتفوق الکلب علیہ

حصہ ۱۱ - اس عابد (عبادت گزار) کی حکایت جس کا صبر کم ہو گیا، تو ایک کتا (وفاداری اور صبر میں) اس سے بازی لے گیا۔

عابدی، در کوہ لبنان بد مقیم

در بن غاری، چو اصحاب الرقیم

لبنان کے پہاڑوں میں ایک عابد مقیم تھا،

جو ایک غار کی تہہ میں 'اصحابِ کہف' (اصحابِ رقیم) کی طرح (دنیا سے کٹ کر) رہتا تھا۔

روی دل، از غیر حق برتافته

گنج عزت را ز عزلت یافته

اس نے اپنے دل کا رخ غیر اللہ سے موڑ لیا تھا

اور تنہائی (عزلت) کے ذریعے عزت کا خزانہ پا لیا تھا۔

روزها، می‌بود مشغول صیام

قرص نانی، می‌رسیدش وقت شام

وہ دن بھر روزے سے رہتا تھا

اور شام کے وقت (غیب سے) اسے ایک روٹی کا ٹکرا پہنچ جاتا تھا۔

نصف آن شامش بدی، نصفی سحور

وز قناعت، داشت در دل صد سرور

آدھی روٹی اس کا افطار (شام کا کھانا) ہوتی اور آدھی سحری؛

اور اس تھوڑی سی قناعت کی وجہ سے اس کے دل میں سینکڑوں خوشیاں تھیں۔

بر همین منوال، حالش می‌گذشت

نامدی زان کوه، هرگز سوی دشت

اسی طریقے پر اس کی زندگی گزر رہی تھی

اور وہ اس پہاڑ سے اتر کر کبھی آبادی (میدان) کی طرف نہیں آیا تھا۔

از قضا، یک شب نیامد آن رغیف

شد ز جوع، آن پارسا زار و نحیف

تقدیرِ الٰہی سے ایک رات وہ روٹی (جو غیب سے آتی تھی) نہ آئی؛

بھوک کی وجہ سے وہ پارسا عابد نڈھال اور کمزور ہو گیا۔

کرد مغرب را ادا، وآنگه عشاء

دل پر از وسواس، در فکر عشاء

اس نے مغرب اور پھر عشاء کی نماز تو ادا کی،

لیکن اس کا دل (بھوک کی وجہ سے) وسوسوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ رات کے کھانے (عشاء) کی فکر میں تھا۔

(نکتہ: یہاں عشاء (نماز) اور عشاء (کھانا) کے لفظی تقابل سے عابد کی باطنی کمزوری ظاہر کی گئی ہے)۔

بس کہ بود از بھر قوتش اضطراب

نہ عبادت کرد عابدہ شب، نہ خواب

کھانے (قوت) کے حصول کے لیے اسے اتنا اضطراب اور بے چینی ہوئی

کہ اس رات عابد نے نہ تو عبادت کی اور نہ ہی اسے نیند آئی۔

صبح چون شدہ زان مقام دلپذیر

بھر قوتی آمد آن عابد بہ زیر

جب صبح ہوئی، تو وہ عابد اس دلکش مقام (غار) سے

لقمۂ تر کی تلاش میں نیچے آبادی کی طرف اتر آیا۔

بود یک قریہ، بہ قرب آن جبل

اھل آن قریہ، ھمہ گبر و دغل

اس پہاڑ کے قریب ایک بستی تھی،

جس کے رہنے والے سب کے سب 'گبر' (آتش پرست / کافر) اور مکار تھے۔

عابد آمد بر در گبری ستاد

گبر او را یک دو نان جو بداد

عابد ایک آتش پرست کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا؛

اس گبر نے عابد کو جَو کی ایک دو روٹیاں دے دیں۔

بستد آن نان را و شکر او بگفت

وز وصول طعمہ‌اش، خاطر شکفت

عابد نے وہ روٹیاں لیں، اس کا شکریہ ادا کیا

اور کھانا مل جانے کی خوشی میں اس کا دل کھل اٹھا (مطمئن ہو گیا)۔

کرد آهنگ مقام خود دلیر

تا کند افطار زان خبز شعیر

اب اس نے ہمت پکڑی اور اپنے مقام (پہاڑ) کی طرف چل پڑا

تاکہ جَو کی اس روٹی سے اپنا افطار کر سکے۔

در سرای گبر بد گرگین سگی

مانده از جوع، استخوانی و رگی

اس آتش پرست کے گھر میں ایک خارش زدہ (گرگین) کتا تھا،

جو بھوک کی شدت سے محض ہڈیوں اور رگوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔

پیش او، گر خط پرگاری کشی

شکل نان بیند، بمیرد از خوشی

اس کتے کی بھوک کا یہ حال تھا کہ اگر اس کے سامنے پرکار سے ایک دائرہ بھی کھینچ دیا جاتا،

تو وہ اسے روٹی کی شکل سمجھ کر خوشی سے مر جاتا۔

بر زبان گر بگذرد لفظ خبر

خبز پندار، رود هوشش ز سر

اس (بھوکے کتے) کے سامنے اگر لفظِ 'خبر' بھی زبان پر آجائے،

تو وہ اسے 'خبز' (روٹی) گمان کرتا ہے اور خوشی کے مارے اس کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔

کلب، در دنبال عابد بو گرفت

آمدش دنبال و رخت او گرفت

کتے نے عابد کا پیچھا کیا اور روٹی کی بو پا کر اس کے پیچھے ہولیا

اور اس کا دامن (کپڑا) پکڑ لیا۔

زان دو نان، عابد یکی پیشش فکند

پس روان شد، تا نیابد زو گزند

عابد نے ان دو روٹیوں میں سے ایک اس کے آگے پھینک دی

اور خود آگے چل پڑا تاکہ اس کے شر (اذیت) سے بچ سکے۔

سگ بخورد آن نان، وز پی آمدش

تا مگر، بار دگر آزاردش

کتے نے وہ روٹی کھائی اور پھر عابد کے پیچھے چل پڑا،

تاکہ شاید اسے دوبارہ تنگ کر کے کچھ اور حاصل کر سکے۔

عابد آن نان دگر دادش روان

تا کہ از آزار او یابد امان

عابد نے دوسری روٹی بھی فوراً اسے دے دی

تاکہ اس کتے کے پیچھے پڑنے سے اسے امان مل جائے ۔

کلب خورد آن نان و از دنبال مرد

شد روان و روی خود واپس نکرد

کتے نے وہ (دوسری) روٹی بھی کھالی ،

لیکن پھر بھی اس مردِ خدا کے پیچھے چلتا رہااور واپسی کا نام نہ لیا ۔

همچو سایہ در پی او می‌دوید

عف عفی می کرد و رختش می‌درید

وہ کتا سائے کی طرح عابد کے پیچھے دوڑ رہا تھا ،

بھونک رہا تھا اور (دوبارہ) اس کے کپڑے پھاڑ رہا تھا ۔

گفت عابد چون بدید آن ماجرا:

من سگی چون تو ندیدم بی‌حیا

عابد نے جب یہ دیکھا تو (غصے میں) کہا :

میں نے تیرے جیسا بے حیا کتا آج تک نہیں دیکھا۔

صاحبت غیر دو نان جو نداد

وان دونان خود بستدی ای کج نهاد

تیرے مالک (اس گبر) نے تو مجھے جَو کی صرف دو ہی روٹیاں دی تھیں،

اور اے بد فطرت! وہ دونوں کی دونوں تو نے مجھ سے لے لی ہیں۔

دیگرم از پی دویدن بهر چیست؟

وین همه رختم دریدن بهر چیست؟

اب میرے پیچھے دوڑنے کا کیا مقصد ہے؟

اور یہ میرے کپڑے پھاڑنے کا کیا مطلب ہے؟ (جبکہ میرے پاس اب کچھ بچا ہی نہیں)۔

سگ، به نطق آمد که: ای صاحب کمال

بی‌حیا، من نیستم، چشمت بمال

کتا (قدرتِ خدا سے) گویائی پا کر بول اٹھا :

اے صاحبِ کمال عابد! اپنی آنکھیں مل کر دیکھ (حقیقت پہچان)، میں بے حیا نہیں ہوں۔

هستم از وقتی که بودم من صغیر

مسکنم ویرانهٔ این گبر پیر

جب میں چھوٹا سا پلا تھا،

تبھی سے اس بوڑھے آتش پرست کا ویرانہ ہی میرا ٹھکانہ ہے۔

گوسفندش را شبانی می‌کنم

خانه‌اش را پاسبانی می‌کنم

میں اس کی بھیڑوں کی رکھوالی کرتا ہوں

اور اس کے گھر کی پہرے داری کرتا ہوں۔

گاه گاهی، نیم نانم می‌دهد

گاه، مشتی استخوانم می‌دهد

وہ کبھی کبھار مجھے آدھی روٹی دے دیتا ہے

اور کبھی مٹھی بھر ہڈیاں میرے آگے ڈال دیتا ہے۔

گاه، غافل گردد از اطعام من

وز تغافل، تلخ گردد کام من

اور کبھی کبھی وہ مجھے کھانا دینا بھول جاتا ہے،

اور اس کی اس غفلت سے میرا برا حال ہو جاتا ہے (کام تلخ ہو جاتا ہے)۔

بگذرد بسیار، بر من صبح و شام

لا اری خبزا ولا القی الطعام

(کتا کہتا ہے کہ) مجھ پر کئی صبحیں

اور شامیں ایسی گزر جاتی ہیں کہ نہ میں روٹی کا ٹکڑا دیکھتا ہوں اور نہ ہی مجھے کوئی کھانا ملتا ہے۔

هفتہ هفتہ بگذرد کاین ناتوان

نی ز نان یابد نشان، نی ز استخوان

کئی کئی ہفتے گزر جاتے ہیں

کہ مجھ ناتوان کو نہ روٹی کا نشان ملتا ہے اور نہ ہی ہڈی نصیب ہوتی ہے۔

گاه هم باشد که پیر پر محن

نان نیابد بهر خود، چه جای من

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ مصیبت زدہ بوڑھا (میرا مالک) خود اپنے لیے روٹی نہیں پاتا،

تو بھلا میری باری کہاں سے آئے؟

چون که بر درگاه او پروردهام

رو به درگاه دگر ناوردهام

لیکن چونکہ میں نے اس کی دہلیز پر پرورش پائی ہے،

اس لیے (فاقوں کے باوجود) میں نے کبھی کسی دوسرے کے دروازے کا رخ نہیں کیا۔

هست کارم بر در این پیر گبر

گاه شکر نعمت او گاه صبر

میرا تو بس یہی کام ہے کہ اس آتش پرست بوڑھے کے در پر پڑا رہوں؛

جب نعمت ملے تو شکر کروں اور جب نہ ملے تو صبر کروں۔

تا قمار عشق با او باختم

جز در او من دری نشناختم

جب سے میں نے اس کے ساتھ وفاداری (عشق) کی بازی کھیلی ہے،

میں نے اس کے سوا کسی اور در کو پہچانا ہی نہیں۔

گہ بہ چوبم می‌زند، گہ سنگھا

از در او من نمی‌گردم جدا

وہ کبھی مجھے لکڑی سے مارتا ہے اور کبھی پتھروں سے،

لیکن (ان تمام سختیوں کے باوجود) میں اس کے دروازے سے جدا نہیں ہوتا۔

چون که نامد یک شبی نانت به دست

در بنای صبر تو آمد شکست

(اب عابد پر چوٹ کرتے ہوئے کہتا ہے) :

اور تیرا یہ حال ہے کہ صرف ایک رات تجھے روٹی نہ ملی تو تیرے صبر کی بنیاد ہی ٹوٹ گئی!

از در رزاق رو بر تافتی

بر در گبری روان بشتافتی

تو نے اپنے اصل رزاق (اللہ) کے در سے منہ موڑ لیا

اور فوراً ایک کافر کے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

بهر نانی، دوست را بگذاشتی

کرده‌ای با دشمن او آشتی

صرف ایک روٹی کی خاطر تو نے اپنے اصل دوست (خدا) کو چھوڑ دیا

اور اس کے دشمن سے جا کر صلح کر لی؟

خود بده انصاف، ای مرد گزین!

بی‌حیاتر کیست؟ من یا تو؟ ببین

اے برگزیدہ انسان! اب توخود ہی انصاف کر؛ ذرا دیکھ تو سہی

کہ ہم دونوں میں سے زیادہ بے حیا کون ہے؟ میں یا تُو؟

مرد عابد، زین سخن، مدهوش شد

دست را بر سر زد و از هوش شد

عابد (حقیقت کا یہ تماشا دیکھ کر) اس کتے کی بات سے مدہوش ہوگیا؛

اس نے اپنے سر پر ہاتھ مارااور بیہوش ہوکر گر پڑا۔

ای سگ نفس بهائی، یاد گیر!

این نصیحت از سگِ آن گبرِ پیر:

اے بہائی (شاعر)! اپنے نفس کے کتے کو سمجھا

اوراس بوڑھے کافر کے کتے سے یہ نصیحت سیکھ لے۔

بخش ۱۲ - فی الریا و التلبیس بالذین هم أعظم جنود ابلیس

حصہ ۱۲ - ریا کاری (دکھاوے) اور فریب کاری کے بیان میں، جو کہ ابلیس کے سب سے بڑے لشکروں میں سے ہیں۔

نان و حلوا چیست ای شوریده سر؟

متقی خود را نمودن بهر زر

اے دیوانے! (تم کیا سمجھے ہو کہ) نان و حلوا کیا ہے؟

صرف مال وزر کی خاطر خود کو پرہیزگار ظاہر کرنا ہی 'نان و حلوا' (دنیا پرستی) ہے۔

دعوی زهد از برای عز و جاه

لاف تقوی، از پی تعظیم شاه

عزت اور منصب کی خاطر زہد کا دعویٰ کرنا،

اور بادشاہوں کی نظر میں معزز بننے کے لیے تقویٰ کی ڈینگیں مارنا (ہی اصل گمراہی ہے)۔

تو نپنداری کزین لاف و دروغ

هرگز افتد نان تلبیست بہ دوغ؟

تو یہ گمان نہ کر کہ تیرے اس جھوٹ اور لاف زنی سے، تیرے فریب کی روٹی

کبھی لسی (حقیقی رزق یا قبولیت) میں ڈوب سکے گی؟ (یعنی یہ مکر تجھے حقیقت تک نہیں پہنچائے گا)۔

خردہ بینانند در عالم بسی

واقفند از کار و بار ہر کسی

اس دنیا میں باریک بین (حقیقت شناس) لوگ بہت ہیں؛

وہ ہر شخص کے اصل کام اور اس کی نیت سے خوب واقف ہیں۔

زیرکانند از یسار و از یمین

از پی رد و قبولِ اندر کمین

دائیں بائیں (ہر طرف) ایسے دانا لوگ موجود ہیں

جو تیری حقیقت کو رد یا قبول کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھے ہیں

(یعنی تو اہل اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتا)۔

با همہ خودبینی و کبر و منی

لاف تقوی و عدالت می‌زنی

تیرا حال یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک خود پسندی، تکبر اور 'میں' (انا) میں غرق ہے،

اور اوپر سے تقویٰ اور انصاف کے دعوے کرتا ہے؟

سر بہ سر کار تو در لیل و نہار

سعی در تحصیل جاہ و اعتبار

تیرا تمام کام دن رات بس یہی ہے

کہ کسی طرح جاہ و حشمت اور دنیاوی اعتبار حاصل ہو جائے۔

دین فروشی، از پی مال حرام

مکر و حیلہ، بہر تسخیر عوام

تو حرام مال کی خاطر دین کا سودا کر رہا ہے؛

اور عوام کو اپنا گرویدہ بنانے (تسخیر) کے لیے مکر و فریب کے جال بن رہا ہے۔

خوردن مال شهان، با زرق و شید

گاه خبث عمرو، گاهی خبث زید

ریاکاری اور دھوکے کے ساتھ بادشاہوں کا (مشکوک) مال ہضم کرنا،

اور کبھی عمرو کی برائی کرنا تو کبھی زید کی غیبت کرنا (تیرا شیوہ بن چکا ہے)۔

وین عدالت با وجود این صفات

هست دائم، برقرار و برثبات!

اور تماشا یہ ہے کہ ان تمام (بد) صفات کے باوجود تیرا 'انصاف' اور تیری 'عدالت' کا دعویٰ

اپنی جگہ برقرار اور قائم ہے!

بر سرش، داخل نگردد «لا» و «لیس»

این عدالت هست کوه بوقبیس

تیرے اس مصنوعی انصاف پر کوئی 'نہ' (لا) اور کوئی 'اعتراض' اثر نہیں کرتا؛

تیرا یہ نام نہاد انصاف تو 'کوہِ ابو قبیس' کی طرح اٹل بنا ہوا ہے

(یعنی تو اپنی اصلاح پر مائل ہی نہیں ہوتا)۔

می‌نیابد اختلال از هیچ چیز

چون وضوی محکم «بی‌بی تمیز»

تیری اس پارسائی میں کسی چیز سے کوئی خلل نہیں آتا؛

تیری یہ حالت بالکل 'بی بی تمیز' کے اس محکم وضو جیسی ہے (جو کبھی ٹوٹتا ہی نہیں)۔

(نکتہ: 'بی بی تمیز' کا وضو ایک ضرب المثل ہے جو ایسے شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جو اپنی غلطی تسلیم نہ کرے اور خود کو ہمیشہ پاک ثابت کرے)۔

بخش ۱۳ - علی سبیل التمثیل

حصہ ۱۳ - مثال کے طور پر (تمثیلی انداز میں)

بود در شهر هری، بیوه زنی

کهنه رندی، حیله‌سازی، پرفنی

شہر ہرات میں ایک بیوہ عورت رہتی تھی،

جو نہایت پرانی رند (عیار)، حیلہ ساز اور فنکار تھی۔

نام او بی بی تمیز خالدار

در نمازش، بود رغبت بیشمار

اس کا نام 'بی بی تمیز خالدار' تھا،

اور (بظاہر) اس کی رغبت نماز کی طرف بہت زیادہ تھی۔

با وضوی صبح، خفتن می گزارد

نامرادان را بسی دادی مراد

وہ دعویٰ کرتی تھی کہ وہ صبح کے وضو سے عشاء (خفتن) کی نماز پڑھتی ہے

(یعنی اس کا وضو کبھی ٹوٹتا ہی نہیں)؛

جبکہ حقیقت میں وہ (بدکاری کے ذریعے) نامرادوں کی مرادیں پوری کرنے میں مصروف رہتی تھی۔

کم نشد هرگز دواتش از قلم

بر مراد هرکسی، می‌زد رقم

اس کی 'دوات' کبھی قلم سے خالی نہ ہوتی تھی (یعنی اس کا بازارِ حسن ہمیشہ گرم رہتا تھا)

اور وہ ہر ایک کی خواہش کے مطابق اپنا کام جاری رکھتی تھی۔

در مهم سازی اوباش و رنود

دائماً طاحونه‌اش در چرخ بود

اوباشوں اور رندوں (بدقماش لوگوں) کے کام سنوارنے میں

اس کی (بدکاری کی) چکی ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔

از تہ هر کس کہ برجستی بہ ناز

می‌شدی فی‌الحال، مشغول نماز

جس وقت بھی وہ کسی (ناجائز تعلق) سے فارغ ہوتی،

فوراً (بڑی نیکی ج جتانے کے لیے) نماز میں مشغول ہوجاتی۔

هر که آمد، گفت: بر من کن دعا

او به جای دست، برمی‌داشت پا

جو کوئی بھی اس کے پاس آتا اور کہتا کہ 'میرے لیے دعا کریں'،

وہ (اپنے پیشے کی مناسبت سے) ہاتھ اٹھانے کے بجائے پاؤں اٹھا دیتی تھی۔

بابها مفتوحة للداخلين

رجلها، مرفوعة للفاعلين

(عربی میں طنزیہ تبصرہ): اس کے دروازے آنے والوں کے لیے کھلے تھے،

اور اس کی ٹانگیں بدکاروں کے لیے اٹھی رہتی تھیں۔

گفت با او رندکی، کای نیک زن

حیرتی دارم، درین کار تو من

ایک دانا رند (جسے اس کی حقیقت معلوم تھی) نے اس سے کہا:

اے نیک بخت عورت! مجھے تیرے اس کام پر بڑی حیرت ہے۔

زین جنابتهای پی‌درپی که هست

هیچ ناید در وضوی تو شکست

ان لگاتار جنابتوں (ناپاکیوں) کے باوجود، جو تو دن رات کرتی ہے،

تیرے وضو میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آتا؟

(یعنی تو ابھی تک صبح کے وضو کا دعویٰ کیسے کر رہی ہے؟)

نیت و آداب این محکم وضو

یک ره از روی کرم با من بگو

کرم کر کے ذرا مجھے بھی

اس 'پکے وضو' کی نیت اور اس کے آداب تو بتا دے!

این وضو از سنگ و رو محکمتر است

این وضو نبود سد اسکندر است

تیرا یہ وضو تو پتھر اور لوہے سے بھی زیادہ مضبوط ہے؛

یہ وضو نہیں بلکہ (ناقابلِ تسخیر) سدِ سکندری ہے!

بخش ۱۴ - فی ذم أصحاب التدریس مقصد هم مجرد أظهار الفضل و التلبیس

حصہ ۱۴ - ان درس و تدریس کرنے والوں (علماء) کی مذمت میں جن کا مقصد صرف اپنی فضیلت کا اظہار کرنا اور (عوام کو) دھوکے میں رکھنا ہے۔

نان و حلوا چیست؟ این تدریس تو
کان بود سرمایۂ تلبیس تو

(اے مدرس!) نان و حلوہ اور کیا ہے؟ یہ تیرا پڑھانا اور تدریس کا یہ سلسلہ ہی تو ہے،

جو تیرے مکر و فریب (تلبیس) کا اصل سرمایہ بن چکا ہے۔

بهر اظهار فضیلت، معرکہ
ساختی، افتادی اندر مهلکہ

تو نے اپنی فضیلت اور برتری ظاہر کرنے کے لیے (بحث و تکرار کا) ایک معرکہ برپا کر رکھا ہے؛

یاد رکھ! تو خود کو ایک بڑی ہلاکت (مہلکہ) میں ڈال چکا ہے۔

تا کہ عامی چند سازی رام خویش

با صد افسون، آوری در دام خویش

تیرا مقصد صرف یہ ہے کہ چند جاہل اور عام لوگوں کو اپنا گرویدہ (رام) بنا لے،

اور سینکڑوں حیلوں اور جادوئی باتوں سے انہیں اپنے (عقیدت کے) جال میں پھنسا لے۔

چند بگشایی سر انبان لاف؟

چند پیمایی گزاف اندر گزاف؟

کب تک تو اپنی لاف زنی (شیخی بگھارنے) کی تھیلی کا منہ کھلا رکھے گا؟

اور کب تک یہ فضول، لایعنی اور حد سے بڑھی ہوئی باتیں ہانکتا رہے گا؟

نی فروعت محکم آمد، نی اصول

شرم بادت از خدا و از رسول

نہ تو تیرے 'فروع' (جزئیات) میں کوئی پختگی ہے اور نہ ہی تیرے 'اصول' محکم ہیں؛

تجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شرم آنی چاہیے (کہ تو علمِ دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا رہا ہے)۔

اندرین ره چیست دانی غول تو؟

این ریایی درس نامعقول تو

کیا تو جانتا ہے کہ اس (حقیقت کی) راہ میں تیرا راستہ کھوٹا کرنے والا غول (شیطان / رکاوٹ) کیا ہے؟

یہ تیرا دکھاوے کا بے ہودہ اور نامعقول درس ہی تیرا سب سے بڑا دشمن ہے۔

درس اگر قربت نباشد زان غرض

لیس درسا انه بئس المرض

ایسا درس جس کی غرض وغایت اللہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو،

وہ درس نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک بدترین بیماری ہے۔

اسب دولت، برفراز عرش تاخت

آنکه خود را زین مرض آزاد ساخت

کامیابی اور خوش بختی کا گھوڑا عرش کی بلندیوں تک وہی دوڑا سکا

(یعنی وہی بلندیِ درجات پا سکا)

جس نے خود کو اس (خود نمائی کی) بیماری سے آزاد کر لیا۔

بخش ۱۵ - فی ذم المتهمين بجمع أسباب الدنيا، المعرضين عن تحصيل أسباب العقبى

حصہ ۱۵ - ان لوگوں کی مذمت میں جو دنیا کا سامان جمع کرنے میں مگن ہیں اور آخرت کا سامان پیدا کرنے سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔

نان و حلوا چیست؟ اسباب جهان

کافت جان کهانست و مهان

نان و حلوا کیا ہے؟ یہ دنیا کے وہ تمام اسباب اور ساز و سامان ہیں

جو چھوٹے اور بڑے (ادنیٰ و اعلیٰ) سب ہی کی جان کے لیے آفت بن چکے ہیں۔

آنکه از قربِ خدا دورت کند
وآنکه از راه هُدی کورت کند

(نان و حلوہ کی حقیقت یہ ہے کہ) وہ چیز جو تجھے خدا کے قرب سے دور کر دے،

اور وہ جو تجھے ہدایت کے راستے سے اندھا کر دے (وہی تیرے لیے فتنہ ہے)۔

آنکه خود را بر سر او باختی
وز ره تحقیق، دور انداختی

وہ (دنیا) جس پر تو نے اپنی ہستی کی بازی لگا دی،

اور جس کی خاطر تو نے خود کو حقیقت کی تلاش (تحقیق) سے دور پھینک دیا۔

تلخ کرد این نان و حلوا کام تو
برد آخر رونق اسلام تو

اس نان و حلوہ (مادیت) نے تیرے باطن کے ذائقے کو تلخ کر دیا ہے،

اور انجام کار تیرے اسلام کی رونق اور تر و تازگی کو چھین لیا ہے۔

برکن این اسباب را از بیخ و بن

در دل، این نار هوس را سرد کن

ان دنیاوی اسباب (کی محبت) کو جڑ سے اکھاڑ پھینک،

اور اپنے دل میں بھڑکتی ہوئی اس ہوس کی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔

آتش اندر زن در این حلوا و نان

وارهان خود را از این باد گران

اس نان و حلوہ (دنیا پرستی) کو آگ لگا دے،

اور خود کو اس بھاری بوجھ (جو روح پر وبال ہے) سے نجات دلا۔

از پی آن می‌دوی از جان و دل

وز پی این مانده‌ای چون خر به گل

تو اس (دنیا) کے پیچھے تو جان و دل سے دوڑتا ہے،

لیکن اس (دین اور آخرت) کے معاملے میں تو اس گدھے کی طرح ہے جو کیچڑ میں دھنسا ہوا ہو

(یعنی بالکل ساکت و ناکارہ)۔

الله الله، این چه اسلام است و دین

ترک شد آیین رب العالمین

اللہ کی پناہ! یہ کیسا اسلام اور کیسا دین ہے؟

کہ تو نے رب العالمین کے بتائے ہوئے راستے (آئین) کو ہی چھوڑ دیا ہے۔

جمله سعی‌ات، بهر دنیای دنی است

بهر عقبی، می‌ندانی، سعی چیست

تیری تمام تر کوشش اس گھٹیا اور فانی دنیا کے لیے ہے؛

جبکہ آخرت کے لیے تو تجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ کوشش کہتے کسے ہیں!

در ره آن موشکافی، ای شقی

در ره این، کندفهم و احمقی

اے بدبخت! دنیا کے کاموں میں تو تو بڑی 'موشگافیاں' (باریک بینیاں) کرتا ہے،

لیکن دین کی راہ میں تو بالکل کند ذہن اور احمق بنا ہوا ہے۔

بخش ١٦ - سال بعض العارفین عن بعض المنعمین عن قدر سعیہ فی تحصیل الاسباب الدنیویة و تقصیرة عن اسباب الاخروية

حصہ ١٦ - کسی عارف کا کسی مالدار (صاحبِ نعمت) سے اس کی دنیاوی اسباب حاصل کرنے کی کوشش اور اخروی اسباب میں اس کی کوتاہی کے بارے میں سوال کرنا۔

عارفی از منعمی کرد این سؤال:

کای تو را دل در پی مال و منال

ایک عارفِ حق نے ایک مالدار شخص سے یہ سوال کیا کہ :

اے وہ شخص جس کا دل ہر وقت مال و دولت کی طلب میں لگا رہتا ہے؛

سعی تو از بهر دنیای دنی

تا چہ مقدار است؟ ای مرد غنی!

اے دولت مند! اس گھٹیا اور فانی دنیا کو حاصل کرنے کے لیے

تیری کوشش اور تگ و دو کی حد کیا ہے؟

گفت: بیرون است از حدّ و شمار

کار من این است در لیل و نهار

اس نے جواب دیا: (میری محنت تو) حد و حساب سے باہر ہے؛

میرا تو دن رات بس یہی کام ہے (کہ مال جمع کروں)۔

عارفش گفت: این کہ بهرش در تکی

حاصلت زان چیست؟ گفتا: اندکی

عارف نے پوچھا: وہ چیز جس کے پیچھے تو یوں دوڑ رہا ہے،

اس سے تجھے (اب تک) حاصل کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: بہت ہی تھوڑا (اندکی)۔

آنچہ مقصود است، ای روشن ضمیر!

برنیاید زان، مگر عشر عشیر

اے روشن ضمیر عارف! جو میرا اصل مقصد اور تمنا ہے،

اس (دنیا) سے تو اس کا سوواں حصہ (عشرِ عشیر) بھی حاصل نہیں ہو پایا۔

(نکتہ: دنیا کی طلب ایسی پیاس ہے جو کبھی نہیں بجھتی،

جتنا ملتا ہے خواہش اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے)۔

گفت عارف: آن که هستی روز و شب

از پی تحصیل آن، در تاب و تب

عارف نے کہا: وہ دنیا، جس کے حصول کے لیے

تو دن رات اس قدر تپش اور اضطراب (تاب و تب) میں رہتا ہے؛

شغل آن را قبلۂ خود ساختی

عمر خود را بر سر آن باختی

جس کی فکر کو تو نے اپنا 'قبلہ' بنا لیا ہے

اور جس کی خاطر تو نے اپنی قیمتی عمر داؤ پر لگا دی ہے؛

آنچہ زو می‌خواستی، واصل نشد

مدعای تو از آن، حاصل نشد

(توخودمان رہاہے کہ) اس سے جو کچھ توچاہتا تھا وہ تجھے نہ مل سکا،

اور تیرا اصل مقصد اس سے پورا نہ ہوا۔

دار عقبی، کان ز دنیا برتر است

وز پی آن، سعی خواجہ کمتر است

دوسری طرف وہ آخرت کا گھر (عقبیٰ) ہے جو اس دنیا سے کہیں برتر اور اعلیٰ ہے،

مگر اس کے لیے تیری (اے خواجہ!) کوشش بہت ہی کم ہے۔

چون شود حاصل تو را چیزی از آن؟

من نگویم، خود بگو ای نکتہ‌دان!

تو بھلا اس (آخرت) میں سے تجھے کچھ کیسے حاصل ہوگا؟

(جبکہ تو نے وہاں کے لیے کچھ کیا ہی نہیں)۔

میں کچھ نہیں کہتا، اے نکتہ دان! توخود ہی انصاف کر کے بتا دے

(کہ تیرا انجام کیا ہوگا)۔

بخش ١٧ - فی ذم من یتفاخر بتقرب الملوک مع أنہ یزعم الانخراط فی سلک أھل السلوک

حصہ ١٧ - اس شخص کی مذمت میں جو بادشاہوں کا مقرب ہونے پر فخر کرتا ہے، باوجود اس کے کہ وہ خود کو اہل اسلوک (صوفیاء کے راستے پر چلنے والوں) میں شمار کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔

نان و حلوا چیست، دانی ای پسر؟

قرب شاھان است، زین قرب، الحذر

اے بیٹے! کیا تو جانتا ہے کہ 'نان و حلوا' (وہ فتنہ جو روح کو ہلاک کردے) کیا ہے؟

یہ بادشاہوں کا قرب اوران کی نزدیکی ہے؛ اس قرب سے بچو، ڈرو!

می‌برد هوش از سر و از دل قرار

الفرار از قرب شاهان، الفرار

یہ (شاہی قربت) سر سے ہوش اڑا دیتی ہے اور دل کا چین چھین لیتی ہے؛

بادشاہوں کے قرب سے بھاگو، دور بھاگو!

فرّخ آن کو رَخشِ همّت را بتاخت

کام از این حلوا و نان، شیرین نساخت

مبارک اور خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اپنی ہمت کا گھوڑا (دنیا سے آگے) دوڑا دیا،

اور اس (درباری) نان و حلوہ سے اپنا منہ میٹھا نہ کیا

(یعنی ان کی مراعات کا لالچ نہ کیا)۔

قرب شاهان، آفت جان تو شد

پایبند راه ایمان تو شد

بادشاہوں کا قرب تیری جان کے لیے آفت بن چکا ہے،

اور تیرے ایمان کے راستے کی بیڑی (پابند) بن گیا ہے۔

جرعہای از نهر قرآن نوش کن

آیۂ «لا ترکنوا» را گوش کن

قرآن کی نہر سے (معرفت کا) ایک گھونٹ پی، اوراس آیت کو کان لگا کر سن :

"اوران لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جنھوں نے ظلم کیا"

(سورہ ہود : ۱۱۳، ولاترکنواالی الذین ظلموا)۔

لذت تخصیص او وقت خطاب

آن کند کہ ناید از صد خم شراب

جب بادشاہ کسی کو خاص طور پر مخاطب کرتا ہے،

تو اس خطاب کی لذت (نفس کے لیے) وہ اثر دکھاتی ہے جو شراب کے سو مٹکوں سے بھی حاصل نہیں ہوتا۔

هر زمان کہ شاہ گوید: شیخنا!

شیخنا مدهوش گردد، زین ندا

جب بھی بادشاہ (کسی عالم یا زاہد کو) کہتا ہے :

"اے ہمارے شیخ!"؛ تو یہ سن کر وہ 'شیخ صاحب' اس پکار کی لذت میں مدہوش ہو جاتے ہیں۔

مست و مدهوش از خطاب شہ شود

هر دمی در پیش شہ، سجده رود

وہ بادشاہ کے اس خطاب سے ایسا مست و بے خود ہوتا ہے

کہ ہر لحہ (تعظیماً) بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز رہتا ہے۔

می‌پرستد گوییا او شاه را

هیچ نارد یادِ آن الله را

گویا وہ اب بادشاہ کی پرستش کر رہا ہے،

اور اسے اس اللہ کی یاد بالکل نہیں آتی

(جس نے اسے عزت دی تھی)۔

الله الله، این چه اسلام است و دین

شرک باشد این، به رب‌العالمین

اللہ کی پناہ! یہ کیسا اسلام اور کیسا دین ہے ؟

رب العالمین کے حضور تو یہ کھلم کھلا شرک ہے ۔

بخش ۱۸ - حِكايَةُ العابِدِ الَّذي كانَ قوتُهُ العَلَفَ لِيَأْمنَ دينهُ مِنَ التَّلَفِ

حصہ ۱۸ - اس عابد کی حکایت جس کی خوراک (صرف) گھاس پھوس تھی تاکہ اس کا دین برباد ہونے سے محفوظ رہے-

نوجوانی از خواص پادشاه

می‌شدی، با حشمت و تمکین، به راه

بادشاہ کے خاص درباریوں میں سے ایک نوجوان ،

بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ راستے سے گزر رہا تھا ۔

دل ز غم خالی و سر پر از هوس

جمله اسباب تنعم پیش و پس

اس کا دل (دنیا کی طرف سے) غم سے خالی اور سر (تکبر و) ہوس سے بھرا ہوا تھا؛

عیش و عشرت کا تمام ساز و سامان اس کے آگے پیچھے موجود تھا۔

بر یکی عابد، در آن صحرا گذشت

کاو علف می‌خورد، آن آهوی دشت

(راستے میں) اس کا گزر ایک ایسے عابد پر ہوا جو صحرا میں قیام پذیر تھا

اور صحرائی ہرن کی طرح (جنگلی) گھاس کھا کر گزارہ کر رہا تھا۔

هر زمان، در ذکر حی لایموت

شکر گویان کش میسر گشت قوت

وہ عابد ہر لحہ اس 'حیِ لایموت' (ہمیشہ زندہ رہنے والے خدا) کے ذکر میں مصروف تھا

اور شکر ادا کر رہا تھا کہ اسے (بغیر کسی کی منت اٹھائے) کھانا میسر ہے۔

نوجوان سویش خرامید و بگفت:

کای شده با وحشیان در قوت جفت!

نوجوان اٹھلاکراس عابد کی طرف بڑھا اور (حقارت سے) کہا :

اے وہ شخص! جو کھانے پینے میں جنگلی جانوروں کا ساتھی بن گیا ہے!

سبز گشتہ، چون زمرد، رنگ تو

چونکہ ناید جز علف در چنگ تو

تیرا رنگ زمرد کی طرح ہرا (پیلگون) ہو گیا ہے،

کیونکہ گھاس کے سوا تیرے ہاتھ کچھ اور نہیں آتا۔

شد تنت چون عنکبوت، از لاغری

چون گوزنان، چند در صحرا چری؟

لاغری اور کمزوری کی وجہ سے تیرا جسم مکڑی جیسا (دبلا) ہو گیا ہے؛

تو کب تک بارہ سنگھوں کی طرح اس جنگل میں چرتا رہے گا؟

گر چو من بودی تو خدمتگار شاه

در علف خوردن نمی‌گشتی تباه

اگر تو میری طرح بادشاہ کا خدمت گزار (درباری) ہوتا،

تو یوں گھاس کھا کر اپنی زندگی برباد نہ کرتا۔

پیر گفتش: کای جوان نامدار

کت بود از خدمت شه افتخار

اس بوڑھے عابد نے جواب دیا: اے نامور نوجوان!

جسے بادشاہ کی غلامی اور نوکری پر بڑا فخر ہے؛

گر چو من، تو نیز می‌خوردی علف

کی شدی عمرت در این خدمت تلف؟

یاد رکھ! اگر تو بھی میری طرح (قناعت کی) گھاس کھا لیتا،

تو تیری قیمتی عمر (کسی انسان کی) اس غلامی اور چاکری میں ضائع نہ ہوتی۔

بخش ۱۹ - فی ذم المتمکنین فی المناصب الدنیویة للحظوظ الواهیة الدنیة

حصہ ۱۹ - دنیاوی عہدوں پر فائز ان لوگوں کی مذمت میں جو معمولی اور پست (دنیاوی) لذتوں کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔

نان و حلوا چیست؟ ای فرزانہ مرد
منصب دنیاست، گرد آن مگرد

اے دانشمند انسان! (کیا تو جانتا ہے کہ) نان و حلوہ کیا ہے ؟
یہ دنیا کے عہدے اور مناصب ہیں ۔ ان کے گرد ہر گز مت بھٹکنا ۔

گر بیالایی از او دست و دهان
روی آسایش نبینی در جهان

اگر تو نے ان عہدوں کی خاطر اپنے ہاتھ اور منہ آلودہ کر لیے،

تو پھر اس جہان میں کبھی بھی سچی آسائش اور چین کی شکل نہیں دیکھ سکے گا۔

منصب دنیا نمی‌دانی که چیست؟

من بگویم با تو، یک ساعت بایست

کیا تو نہیں جانتا کہ دنیا کا عہدہ کیا ہے؟

ذرا ایک لمحے کے لیے ٹھہر، میں تجھے اس کی حقیقت بتاتا ہوں۔

آنکه بندد از ره حق پای مرد

آنکه سازد کوی حرمان جای مرد

منصب وہ ہے جو انسان کے پاؤں میں حق کی راہ پر چلنے کے لیے بیڑیاں ڈال دیتا ہے،

اور انسان کا ٹھکانہ محرومی (حرمان) کی گلی میں بنا دیتا ہے۔

آنکه نامش مایهٔ بدنامی است

آنکه کامش، سر به سر، ناکامی است

یہ وہ چیز ہے جس کا (بظاہر اونچا) نام اصل میں بدنامی کا سبب ہے ،

اور اس کی مرادیں (کام) سراسر ناکامی پر ختم ہوتی ہیں ۔

آنکه هر ساعت، نهان از خاص و عام

کاسهٔ زهرت فرو ریزد به کام

یہ وہ عہدہ ہے جو ہر لمحہ ، لوگوں کی نظروں سے چھپ کر ،

تیرے حلق میں زہر کا پیالہ انڈیلتا رہتا ہے ۔

بر سر این زهر روزان و شبان

چند خواهی بود لرزان و تپان؟

اس زہر (جسے تو عہدہ سمجھتا ہے) کی خاطر

تو دن رات کب تک لرزتا اور تڑپتا (خوف زدہ) رہے گا ؟

منصب دنیاست، ای نیکونهاد!

آنکه داده خرمن دینت به باد

اے نیک فطرت انسان! یہ دنیا کا منصب ہی ہے

جس نے تیرے دین کے (جمع کردہ) خرمن کو ہوا میں اڑا کر برباد کر دیا ہے۔

منصب دنیاست، ای صاحب فنون!

آنکه کردت این چنین، خوار و زبون

اے ہنرمند شخص! یہ دنیا کے عہدوں کی ہوس ہی ہے

جس نے تجھے اس قدر ذلیل اور عاجز (بندوں کا محتاج) کر دیا ہے۔

ای خوش آن دانا که دنیا را بهشت

رفت همچون شاه مردان در بهشت

کیا ہی مبارک ہے وہ دانا جس نے (اس جاہ و منصب کی) دنیا کو چھوڑ دیا (بہشت)،

اور پھر 'شاہِ مرداں' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح (حقیقی) بہشت میں داخل ہوا۔

مولوی معنوی در مثنوی

نکته‌ای گفته است، هان تا بشنوی:

مولائے روم نے اپنی مثنوی میں ایک نکتہ بیان کیا ہے ،

خبر دار! اسے کان لگا کر سن :

« ترک دنیا گیر تا سلطان شوی

ورنہ گر چرخی تو، سرگردان شوی

(رومی فرماتے ہیں) : دنیا کو چھوڑ دے تاکہ تو (اپنی روح کا) سلطان بن جائے ؛

ورنہ اگر تو اس کے پیچھے گھومتا رہا تو سرگردان و پریشان رہے گا۔

زهر دارد در درون، دنیا چو مار

گرچہ دارد در برون، نقش و نگار

دنیا سانپ کی طرح ہے جس کے اندر زہر بھرا ہے ،

اگرچہ اس کے اوپر کے نقش و نگار (ظاہری چمک دمک) بہت دلکش ہیں۔

زهر این مار منقش، قاتل است

می گریزد زو هر آن کس عاقل است»

اس نقش و نگار والے سانپ کا زہر جان لیوا ہے؛

ہر وہ شخص جو عقل مند ہے، وہ اس سے دور بھاگتا ہے۔

زین سبب، فرمود شاه اولیا

آن گزین اولیا و انبیا:

اسی وجہ سے اولیاء اور انبیاء کے برگزیدہ،

شاہِ ولایت (حضرت علیؑ) نے فرمایا تھا :

حب الدنیا، رأس کل خطیة

و ترک الدنیا رأس کل عبادة

"دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے،

اور دنیا کو (دل سے) ترک کر دینا ہر عبادت کی اصل ہے"۔

بخش ۲۰ - فی الترغیب فی حفظ اللسان و هو من احسن صفات الانسان

حصہ ۲۰ - زبان کی حفاظت کی ترغیب کے بیان میں، اور یہ انسان کی بہترین صفات میں سے ہے۔

نان و حلوا چیست؟ قیل و قال تو

وین زبان پردازی بی‌حال تو

(اے سالک!) نان و حلوہ اور کیا ہے؟ یہ تیری بحث و تکرار (قیل و قال)

اور تیری وہ زبان آوری ہے جو باطنی 'حال' اور تڑپ سے خالی ہے۔

گوش بگشا، لب فرو بند از مقال

هفته هفته، ماه ماه و سال سال

اپنے کانوں کو (حق سننے کے لیے) کھول دے اور اپنی زبان کو کلام کرنے سے بند کر لے؛

ہفتوں، مہینوں اور سالوں تک اسی خاموشی کی مشق کر۔

صمت عادت کن کہ از یک گفتنک

می‌شود تاراج، این تحت الحنک

خاموشی کو اپنی عادت بنا لے، کیونکہ تیری صرف ایک (بے جا و فضول) بات سے

تیری تمام پارسائی اور بزرگی (تحت الحنک / عمامہ) کی لاج لٹ سکتی ہے۔

ای خوش آنکو رفت در حصن سکوت

بستہ دل در یاد «حی لایموت»

کیا ہی مبارک ہے وہ شخص جو 'سکوت' کے قلعے میں پناہ لے لے،

اور اپنے دل کو اس 'حیِ لایموت' (ہمیشہ زندہ رہنے والے خدا) کی یاد سے جوڑ لے۔

رو نشین خاموش، چندان ای فلان

کہ فراموشت شود، نطق و بیان

اے فلاں! جا اور اتنی دیر تک خاموشی اختیار کر

کہ تو اپنی گویائی اور بولنے کا فن ہی بھول جائے۔

(مراد یہ کہ جب تک انسانی کلام مٹ نہ جائے، کلامِ الٰہی سنائی نہیں دیتا)۔

خامشی باشد، نشان اهل حال

گر بجنبانند لب، گردند لال

خاموشی ہی 'اہلِ حال' (صاحبانِ معرفت) کی نشانی ہے؛

اگر وہ (مجبوری میں) لب ہلاتے بھی ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے گونگے بول رہے ہوں۔

چند با این ناکسان بی‌فروغ

باده پیمایی، دروغ اندر دروغ

کب تک تو ان بے نور اور کم ظرف لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر جھوٹ پر جھوٹ بولتا رہے گا

اور (لایعنی باتوں کی) شراب پیتا رہے گا؟

وارهان خود را از این همصحبتان

جمله مهتابند و دین تو، کتان

خود کو ان (بد) صحبتوں سے نجات دلا؛

یہ سب چاندنی کی طرح ہیں اور تیرا دین 'کتان' (ایک خاص کپڑا) ہے؛

(نکتہ : قدیم خیال تھا کہ کتان کا کپڑا چاندنی میں پھٹ جاتا ہے؛ مراد یہ کہ ان کی صحبت تیرے دین کو تار تار کر دے گی)۔

صحبت نیکانت ار نبود نصیب

باری از هم‌صحبتان بد بشکیب

اگر تجھے نیک لوگوں کی صحبت نصیب نہیں ہے،

توکم ازکم اتنا تو کر کہ برے لوگوں کی ہم نشینی سے خود کو بچائے رکھ (صبر کر)۔

بخش ۲۱ - فی ذم من تشبة بالفقراء لسالکین و هو فی زمرة اشقیاء الهالکین

حصہ ۲۱ - اس شخص کی مذمت میں جو (ظاہری طور پر) راہِ حق کے فقراء سے مشابہت رکھتا ہے، جبکہ وہ (حقیقت میں) ہلاک ہونے والے بدبختوں کے گروہ میں شامل ہے۔

نان و حلوا چیست؟ این اعمال تو

جبهٔ پشمین، ردا و شال تو

(اے ریاکار!) نان و حلوہ اور کیا ہے؟ یہ تیرے (نمائشی) اعمال ہیں؛

یہ تیرا اونی جبہ، تیری خاص چادر اور تیرا شال (جو تو نے بزرگ بننے کے لیے اوڑھ رکھا ہے)۔

این مقام فقر خورشید اقتباس

کی شود حاصل کسی را در لباس

فقر کا یہ مقام جو سورج کی طرح روشن اور فیض رساں ہے،

بھلا کسی کو محض لباس (بدلنے) سے کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

زین ردا و جبہ‌ات، ای کج نهاد!

این دو بیت از مثنوی آمد به یاد:

اے بدباطن! تیری اس چادر اور جبے کو

دیکھ کر مجھے مثنویِ معنوی کے یہ دو بیت یاد آ گئے ہیں:

«ظاهرت، چون گور کافر پر حلل

وز درون، قهر خدا عز و جل

(رومی فرماتے ہیں) : تیرا ظاہر تو کافر کی قبر کی طرح (ریشمی کپڑوں سے) سجا ہوا ہے ،

لیکن تیرے باطن میں اللہ عز و جل کا قہر چھپا ہوا ہے ۔

از برون، طعنہ زنی بر بایزید

وز درونت، ننگ می‌دارد یزید»

ظاہر میں تو تو (تقویٰ کا دعویٰ کر کے) بایزید بسطامی جیسے ولی پر بھی طعنہ زنی کرتا ہے ،

مگر تیرے باطن کی گندگی سے تو یزید بھی شرم کھاتا ہے !

رو بسوز! این جبۂ ناپاک را

وین عصا و شانہ و مسواک را

جا اور اس ناپاک (ریاکاری والے) جبے کو آگ لگا دے ؛

اور اپنی اس (نمائشی) لاٹھی ، کنگھی اور مسواک کو بھی جلا ڈال (اگر یہ صرف دکھاوے کے لیے ہیں) ۔

ظاهرت، گر هست با باطن یکی

می‌توان ره یافت بر حق، اندکی

اگر تیرا ظاہر اور باطن ایک ہو جائے (قول و فعل میں تضاد نہ رہے)،

تبھی ممکن ہے کہ تجھے حق کی راہ تھوڑی بہت نصیب ہو سکے۔

ور مخالف شد درونت با برون

رفته باشی در جهنم، سرنگون

لیکن اگر تیرا باطن تیرے ظاہر کے مخالف رہا (اندر کچھ اور باہر کچھ)،

تو یاد رکھ کہ تو سر کے بل جہنم میں گرے گا۔

ظاهر و باطن، یکی باید، یکی

تابیابی راه حق را، اندکی

حق کی راہ پانے کی پہلی شرط یہی ہے

کہ ظاہر اور باطن ایک ہو جائیں، بالکل ایک!

بخش ۲۲ - فیما یتضمن الاشارة الی قول سید الاوصیاء صلوات الله علیه و آله:

«ما عبدتک خوفا من نارک و لا طمعا فی جنتک، بل وجدتک اهلا للعبادة فعبدتک»

حصہ ۲۲ - اس بیان میں جس میں سید الاوصیاء (حضرت علی علیہ السلام) کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ: "میں نے تیری عبادت تیرے جہنم کے خوف سے کی نہ تیری جنت کے لالچ میں، بلکہ میں نے تجھے عبادت کے لائق پایا تو تیری عبادت کی"-

نان و حلوا چیست؟ ای نیکو سرشت

این عبادتهای تو بهر بهشت

اے نیک خصلت انسان! (کیا تو جانتا ہے کہ) نان و حلوہ اور کیا ہے؟

یہ تیری وہ عبادتیں ہیں جو تو صرف جنت (کی لذتوں) کے حصول کے لیے کرتا ہے۔

نزد اهل حق، بود دین کاستن

در عبادت، مزد از حق خواستن

اہلِ حق (حقیقی عارفوں) کے نزدیک عبادت کے بدلے اللہ سے مزدوری یا اجر مانگنا

دراصل اپنے دین کو ناقص اور کم کرنا ہے۔

رو حدیث "ما عبدتک"، ای فقیر

از کلام شاه مردان، یاد گیر

اے فقیر! جا اور 'شاہِ مرداں' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام سے وہ حدیث (قول) سیکھ:

"ما عبدتک خوفاً من نارک ولا طمعاً فی جنتک" (الٰہی! میں نے تیری عبادت نہ آگ کے خوف سے کی اور نہ جنت کے لالچ میں)۔

چشم بر اجر عمل، از کوری است

طاعت از بهر طمع، مزدوری است

اپنے عمل کے اجر پر نظر رکھنا (باطنی) اندھے پن کی علامت ہے؛

جو اطاعت کسی طمع یا لالچ کی بنیاد پر ہو، وہ بندگی نہیں بلکہ مزدوری ہے۔

خادمان، بی‌مزد گیرند این گروه

خدمت با مزد، کی دارد شکوه؟

(اللہ کے خاص) بندوں کا یہ گروہ بغیر کسی مزدوری کے خدمت کرتا ہے؛

کیونکہ وہ خدمت جس میں اجرت کی شرط ہو، اس میں وہ شان اور وقار (شکوہ) کہاں ؟

عابدی کاو اجرت طاعات خواست

گر تو ناعابد نهی نامش، رواست

وہ عابد جو اپنی عبادتوں کا صلہ مانگتا ہے،

اگر تو اسے 'عابد' کہنے کے بجائے 'غیر عابد' (تاجر) کہے تو یہ بالکل درست ہے۔

تا بہ کی بر مزد داری چشم تیز!

مزد از این بهتر چہ خواهی، ای عزیز

اے عزیز! تو کب تک اجر اور بدلے پر اپنی نظریں گاڑے رکھے گا؟

اس سے بہتر تجھے اور کیا مزدوری چاہیے کہ :

کاو تو را از فضل و لطف با مزید

از برای خدمت خود آفرید

اس (پروردگار) نے اپنے فضل اور بے انتہا لطف و کرم سے

تجھے صرف اپنی خدمت اور بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔

با همه آلودگی، قدرت نکاست

بر قدت تشریف خدمت کرد راست

تیری تمام تر (گناہوں کی) آلودگی کے باوجود اس نے تیری قدر و قیمت کم نہیں کی،

بلکہ تیرے قد پر اپنی 'خدمت' کا معزز لباس (تشریف) سجا دیا۔

بخش ۲۳ - فی التشویق الی الا قلاع عن ادناس دارالغرور و التشویق الی الارتماس فی بحر الشراب الطهور

حصہ ۲۳ - اس دھوکے کے گھر (دنیا) کی گندگیوں سے دوری اختیار کرنے اور شرابِ طہور (پاکیزہ عشقِ الٰہی) کے سمندر میں غوطہ لگانے کے شوق

دلانے کے بیان میں

یا ندیمی ضاع عمری وانقضی

قم لاستدراک وقت قدمضی

اے میرے ہم نشین! میری عمر ضائع ہو گئی اور تمام ہو چلی؛

اٹھ! تاکہ جو وقت گزر چکا ہے، اس کی تلافی (استدراک) کے لیے کچھ کیا جا سکے۔

واغسل الادناس عنی بالمدام

واملا الاقداح منها یا غلام

اور (معرفت کی) دائمی شراب سے میرے باطن کی غلاظتوں (ادناس) کو دھو ڈال،

اور اے ساقی! اس شراب سے پیالوں کو بھر دے۔

اعطنی کأسا من الخمر الطهور

انها مفتاح ابواب السرور

مجھے اس 'خمرِ طہور' (پاکیزہ شراب) کا ایک جام عطا کر،

کیونکہ یہی وہ کنجی ہے جو حقیقی خوشی (سرور) کے دروازے کھولتی ہے۔

خلص الارواح من قید الهموم

اطلق الاشباح من اسر الغموم

روحوں کو فکروں اور وسوسوں کی قید سے خلاصی دلا،

اور ان (خاکی) جسموں کو غموں کی اسیری سے نجات دے۔

کاندرین ویرانۂ پر وسوسہ

دل گرفت از خانقاہ و مدرسہ

کیونکہ اس وسوسوں سے بھرے ہوئے ویرانے (دنیا) میں،

اب میرا دل خانقاہوں اور مدرسوں (کی ظاہری بحثوں) سے بیزار ہو چکا ہے۔

نی ز خلوت کام بردم نی ز سیر

نی ز مسجد طرف بستم نی ز دیر

نہ مجھے تنہائی (خلوت) سے کوئی سکون ملا اور نہ ہی دنیا کی سیر سے؛

نہ میں نے مسجد سے کوئی فائدہ پایا اور نہ ہی بت خانے (دیر) سے۔

(نکتہ: یہاں مراد یہ ہے کہ جب تک دل میں اللہ کی محبت نہ ہو، یہ تمام ظاہری مقامات بے معنی ہیں)۔

عالمی خواهم از این عالم به در

تا به کام دل کنم خاکی به سر

میں اس (مادی) دنیا سے پرے ایک ایسی دنیا چاہتا ہوں،

جہاں میں اپنے دل کی مراد پانے کے لیے (عجز و نیاز میں) اپنے سر پر خاک ڈال سکوں۔

صلح کل کردیم با کل بشر

تو به ما خصمی کن و نیکی نگر

ہم نے تمام انسانوں کے ساتھ 'صلحِ کل' کر لی ہے (کسی سے دشمنی نہیں)؛

اب اگر تو ہم سے دشمنی بھی کرے، تو ہم بدلے میں تیری نیکی ہی چاہیں گے۔

بخش ۲۴ - فی نغمات الجنان من جذبات الرحمان

حصہ ۲۴ - رحمٰن کی جذب کرنے والی (محبت) سے حاصل ہونے والے بہشت کے نغمات کے بیان میں

اشف قلبی، ایها الساقی الرحیم

بالتی یحیی بها العظم الرمیم

اے رحم دل ساقی! میرے دل کو اس (شرابِ معرفت) سے شفا عطا کر

جس کے ذریعے بوسیدہ ہڈیاں بھی زندہ ہو جاتی ہیں۔

زوج الصهباء بالماء الزلال

واجعلن عقلی لها مهرا حلال

اس سرخ شراب (عشق) کو مصفا پانی (یادِ الٰہی) کے ساتھ ملا دے،

اور میری 'عقل' کو اس کا مہرِ حلال قرار دے

(یعنی عقل کو عشق کے سپرد کر دے)۔

بنت کرم تجعلن الشیخ شاب

من یذق منها عن الکونین غاب

انگور کی یہ بیٹی (عشقِ الٰہی) بوڑھے کو بھی جوان بنا دیتی ہے؛

اور جو کوئی اس کا ذائقہ چکھ لیتا ہے، وہ دونوں جہانوں (کونین) سے غائب (بے نیاز) ہو جاتا ہے۔

خمرة من نار موسی نورها

دنها قلبی و صدری طورها

یہ وہ شراب ہے جس کا نور 'نارِ موسیٰ' (تجلیِ الٰہی) سے ہے؛

میرا دل اس کا مٹکا ہے اور میرا سینہ اس کے لیے کوہِ طور ہے۔

قم فلاتمهل، فما فی العمر مهل

لا تصعب شربها و الامر سهل

اٹھ اور دیر نہ کر، کیونکہ زندگی میں اب مزید مہلت نہیں ہے؛

اس کے پینے کو مشکل نہ بنا، کیونکہ (تیری عطا سے) یہ کام بہت آسان ہے۔

قم فلاتمهل فان الصبح لاح

والثریا غربت والدیک صاح

اٹھ اور سستی نہ کر کہ صبح نمودار ہو چکی ہے،

ستارے (ثریا) ڈوب گئے ہیں اور مرغ نے اذان دے دی ہے (یعنی بیداری کا وقت آ گیا ہے)۔

قل لشیخ قلبہ منها نفور

لا تخف، فالله تواب غفور

اس شیخ (ظاہری زاہد) سے کہہ دو جس کا دل اس مستی سے متنفر ہے:

ڈر مت! اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے

(یعنی عشقِ الٰہی سے ڈرنا کیسا؟)۔

یا مغنی ان عندی کل غم

قم والق النار فیها بالنغم

اے نغمہ سرا! میرے پاس غموں کا ڈھیر ہے؛

اٹھ اور اپنے نغمے کی آگ سے ان غموں کو جلا ڈال۔

يا مغنى قم فان العمر ضاع

لا يطيب العيش الا بالسماع

اے مغنی! اٹھ کہ عمر ضائع ہو گئی؛

زندگی کا لطف 'سماع' (حقیقت کو سننے) کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

انت ايضا يا مغنى لا تنم

قم واذهب عن فؤادى كل غم

اے مغنی! تو بھی اب مت سو؛

اٹھ اور میرے دل سے ہر قسم کا غم دور کر دے۔

غن لى دورا، فقد دار القدح

والصبا قد فاح والقمرى صدح

میرے لیے نغمہ چھیڑ کیونکہ پیالہ گردش میں آ چکا ہے،

صبا کی خوشبو پھیل گئی ہے اور قمری (پرندہ) چہکنے لگا ہے۔

واذكرن عندى احاديث الحبيب

ان عيشى من سواها لا يطيب

میرے سامنے 'حبیب' (رسول اللہ ﷺ یا اللہ) کی باتیں بیان کر،

کیونکہ ان کے تذکرے کے بغیر میری زندگی خوشگوار نہیں ہو سکتی۔

واذكرن ذكرى احاديث الفراق

ان ذكر البعد مما لا يطاق

میرے سامنے فراق (جدائی) کی باتیں بھی کر،

کیونکہ (محبوب سے) دوری کا ذکر اب ناقابلِ برداشت ہو چکا ہے۔

روحن روحى باشعار العرب

كى يتم الحظ فينا والطرب

میری روح کو عربی اشعار کے ذریعے راحت پہنچا،

تاکہ ہمارے اندر سرور اور خوشی مکمل ہو جائے۔

وافتحن منها بنظم مستطاب

قلتہ فی بعض ایام الشباب

اور (اے مغنی!) ان اشعار میں سے اس پاکیزہ نظم کا آغاز کر،

جو میں نے اپنی جوانی کے ایام میں کہی تھی۔

قد صرفنا العمر فی قیل و قال

یا ندیمی! قم فقد ضاق المجال

ہم نے اپنی (پوری) عمر بحث و تکرار اور لایعنی گفتگو (قیل و قال) میں صرف کر دی؛

اے میرے ساتھی! اب اٹھ کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے

(گنجائش تنگ ہو چکی ہے)۔

ثم اطربنی باشعار العجم

و اطردن ھمتا علی قلبی ھجم

پھر مجھے عجمی (فارسی) اشعار سنا کر وجد میں لا،

اور اس غم کو دور کر دے جس نے میرے دل پر حملہ کر رکھا ہے۔

وابتداء منها ببيت المثنوى

للحكيم المولوى المعنوى

اور ان اشعار کا آغاز

حکیم مولانا روم معنوی کی مثنوی کے اس (مشہور) بیت سے کر:

« بشنو از نی، چون حکایت می کند

وز جدایی‌ها شکایت می کند»

"اس بانسری (نی) کی بات سن کہ وہ کیا حکایت بیان کر رہی ہے؛

وہ (اپنے اصل سے) ہونے والی جدائیوں کا شکوہ کر رہی ہے"۔

قم و خاطبنى بكل الالسنه

عل قلبى ينتبة من ذى السنه

اٹھ! اور مجھ سے تمام زبانوں میں کلام کر،

شاید میرا دل اس (غفلت کی) نیند سے بیدار ہو جائے۔

انہ فی غفلۃ عن حالہ

خائض فی قیلہ مع قالہ

بے شک یہ (دل) اپنے حال سے غافل ہے

اور اپنی فضول بحثوں اور باتوں میں غرق ہے۔

کل ان فھو فی قید جدید

قائلا من جھلہ: ھل من مزید

یہ ہر لمحہ ایک نئی (دنیاوی) قید میں جکڑا جاتا ہے، اور اپنی جہالت کی وجہ سے کہتا ہے:

"کیا کچھ اور بھی ہے؟" (یعنی اس کی ہوس ختم نہیں ہوتی)۔

تائہ فی الغی قد ضل الطریق

قط من سکر الھوی لا یستفیق

یہ گمراہی میں بھٹک رہا ہے اور راستہ کھو چکا ہے؛

یہ نفسانی خواہشات کے نشے سے کبھی بیدار (ہوش میں) نہیں آتا۔

عاکف دھرا، علی اصنامہ

تنفر الکفار من اسلامہ

یہ مدتوں سے اپنے (نفس کے) بتوں کے سامنے اعتکاف کیے بیٹھے ہے (ان کی پوجا کر رہا ہے)؛

اس کے ایسے 'اسلام' سے تو کافر بھی نفرت کریں۔

کم انادی و ھو لا یصغی التناد

وافادی، وافادی، وافاد

میں اسے کتنا پکارتا ہوں مگر یہ پکارنے والے کی بات نہیں سنتا؛

ہائے میرا دل! ہائے میرا دل! ہائے میرا دل! (افسوس کہ یہ نہیں سمجھتا)۔

یا بھائی اتخذ قلبا سواہ

فھو ما معبودہ الا ھواہ

اے بھائی! اس کے سوا کوئی اور دل تلاش کر؛

کیونکہ اس (موجودہ) دل کا معبود تو اس کی اپنی خواہشِ نفس (ہوا) کے سوا کچھ نہیں۔

هر چه از حق باز دارد ای پسر

نام کردن، نان و حلوا، سر به سر

اے بیٹے! وہ ہر چیز جو تجھے "حق" (خدا) سے دور کر دے،

اسے مکمل طور پر 'نان و حلوہ' (دنیا پرستی) کا نام دے دو۔

گر همی خواهی که باشی تازه‌جان

رو کتاب نان و حلوا را بخوان

اگر تو چاہتا ہے کہ تیری روح تازہ اور زندہ ہو جائے،

تو جا اور اس کتاب "نان و حلوا" کو (غور سے) پڑھ۔

ختم شد